

ڈاکٹر محمد الحسن عارف ☆

## عہد نبوی میں مسلم، عیسائی تعلقات کا جائزہ

اس وقت دنیا میں اسلام اور سیمیت کے تعلقات ایک مرتبہ پھر موضوعِ ختن ہیں۔ یہ سماں ممالک اسلام کو دنیا کے امن کے لیے ایک بھرپور قرار دے رہے ہیں، اس لیے اس بات کی اشہد ضرورت ہے کہ ان دونوں بڑے مذاہب کے تعلقات کا جائزہ لیا جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حس زمانے میں بحث ہوتی اور آپ تمام چنانوں کے لیے رحمت بن کر تحریف لائے، اس وقت بھوگی طور پر مذاہب کی حالت بہت ابہر تھی، تمام مذاہب بھول یہاں بیہایت اپنا ارشکھوچکے تھے اور جملہ مذاہب، تعلیمات الہیہ کے حامل ہونے کے بجائے، رسوم و رواج اور فرسودہ خیالات کا مجموعہ بن پچکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کسی تھے مذہب کی ضرورت شدت کے مباحث محسوس کی جا رہی تھی۔ پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دعائے ظلیل اور نوبی سیجاہن کر "پہلوئے ۲ مد" سے ہو یاد ہوئے، اور اس سے دنیا میں خوشی اور فور کی حقیقی صبح مودار ہوئی، تو اس سے دنیا کے سارے مذاہب ہی متاثر ہوئے، البہت یہاں بیہایت پر خصوصی طور پر زد پڑی اور سرزین عرب سمیت کئی ملکوں اور کئی جزوں سے اس کی بساط پیش دی گئی۔

تاہم یہاں بیہایت نے اسلام کا استقبال ابتدائی دور میں خوشی، جیراگی، تمہس اور پھر انکار کی صورت میں کیا۔ یہ تمام مراحل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکی میں طے ہو گئے تھے اور پھر یہاں بیہایت کامل طور پر اسلام دشمن اور اسلام خالق مذہب کے طور پر اسلام کے خلاف صاف آ را ہو گئی۔ اس واجہان کا جیران کن پہلوی ہے کہ مسلمانوں کے دراقدار میں یہاںی علماء اور یہاںی مقیدہ کے لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط اور معابرہات سے فائدہ اٹھاتے رہے، جن میں سے بعض خطوط اور معابرہات انہوں نے خود گزرے تھے، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

## ۱۔ عہد نبوی میں عیسائیت کے اثرات

جس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بحث مبارک ہوئی، اس زمانے میں عرب کی زمین میں اکثر قدم نہدا ہب کی نامہ بخوبی موجود تھی، مدینہ منورہ، خیرہ اور سنا وغیرہ کے علاقوں میں یہود یوں کے بہت سے قبائل آباد تھے، عراق اور سین کے بعض علاقوں میں آش پرست لوگ بھی پر کثرت دیکھے جاتے تھے، عرب کے زیادہ تر قبائل ہت پرست تھے اور بحران کے علاقے میں لاکھوں کی تعداد میں عیسائیت کے ماننے والے بھی ظفر آتے تھے۔

یہیں عرب سر زمین میں یہودیت کے مقابلے میں عیسائیت کی ترویج نہیں بنتا بہت کم تھی، بحران کے علاوہ دوسرے علاقوں میں بہت کم لوگ اس مذہب کے پیروکار تھے۔ مدینہ منورہ میں ابو عامر راحب کے اور مکہ کرمه میں ورقہ بن نواف کے سوا کوئی اور شخص اس مذہب کا پیروکار نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ غالباً عربوں اور جوش سے اکریخ پر قبضہ کرنے والے عیسائیوں کے مابین شروع ہونے والی وہ کشمکش تھی، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے وقت عروج پر تھی اور جس کے تحت اہم حصہ نامی حشی خکران نے بیت اللہ پر حملہ کر کے اسے منہدم کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ اور عرب کے دو بڑے شہروں کے، جنہیں اس وقت کی عرب دنیا کا اگر قلب و دماغ قرار دیا جائے تو مناسب ہوگا، جن دو عیسائی افراد کا ذکر ہیا، ان میں سے ایک نے اپنی فطری تکمیل اور رسائی کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اعتراف و اقرار کیا اور دوسرے نے مختلف دعاوتوں کی راہ اپنائی، جبکہ بحران کے عیسائیوں نے پہلے تو مناظرہ کرنے کی طہائی، یہیں پھر اسلام کی چھپائی کی علامات دیکھ کر اس کے سامنے سرگم ہوا اور متحمیت قول کس مظہور کر لیا، اس کی تفصیل آنندہ بیان ہوگی۔

## ۲۔ ورقہ بن نواف کی اسلام کے حق میں گواہی

اسلام کی تاریخ اور سیرت طیبہ میں، جس عیسائی فرد کا نام لا زوال اہمیت رکھتا ہے اور جن کا نام ہر مسلمان بڑے ادب و احترام کے ساتھ لیتا ہے، وہ ورقہ بن نواف کی ذات ہے، جوام المؤمنین حضرت خدیجہ اکبریؓ کے پیچا ناویجاہی اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی چیلی وحی کی تهدیت کر کے قورات اور انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت

اور آپ کی ذات کے تعلق وارہونے والی پیغمبر نبیوں کی گواہی دی، اس طرح ان کی گواہی کی سیرت طیبہ میں خصوصی اہمیت ہے۔

حضرت ورقہ پیدائشی طور پر عیسائی تھے، بلکہ انہوں نے ایک خاص حجہ یک کے تحت عیسائیت قبول کی تھی، یعنی حجہ یک عربوں کی روایتی بت پرستی اور ان کے شرک و بدعات سے نفرت کی مبتدا دپر اٹھی تھی۔  
مامور سیرت ٹارا بن ہشام نے اپنے استاد محمد بن احراق سے روایت کیا ہے کہ ایک روز جب قریش مکہ اپنے سالانہ جشن اور تہوار کے موقع پر ہنسے وہ مہر سال منایا کرتے تھے، اپنے ایک بت کے پاس جمع ہوئے وہ اس کے پاس جمع ہو کر اس کی تعظیم و بکریم کرتے، اس کے لیے جانور دفع کرتے، اس کے پاس اعکاف کرتے اور اس کا طواف کرتے، اس دن ان میں سے چار لوگ الگ ہو گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ”ہم ایک دوسرے سے حق کھین گئے اور ایک دوسرے کی باتوں کو صیخ زاد میں رکھیں گے“ سب نے اس بات پر اتفاق کیا۔ یہ لوگ ورقہ بن فویل بن اسد بن عبد العزیز، عبید اللہ بن جعیش بن رباب، ہشام بن الحجریث بن اسد اور زبید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیز تھے۔ ان میں سے ایک نے ”مرے سے کہا کہ جان لو کہ تمہاری قوم کسی شے پر نکل ہے اور یہ کران لوگوں نے حضرت ابراہیم کا دین چھوڑ دیا ہے، یہ کیا پتھر ہے، جس کا ہم طواف کرتے ہیں، وہ نہ ملتا ہے، نہ نقصان پہنچاتا ہے اور نہ لفڑی دیتا ہے۔ اے لوگو! اپنے لیے دین علاش کرو، اس لیے کرم لوگ کسی دین پر نکل ہو۔“ (۱)

عرب کی تاریخ میں ان چاروں افراد کا یوں کفر و شرک کے خلاف جمع ہوا اور اس سے انہمار نفرت اور بیزاری ظاہر کرنا ایک انوکھا اور مistrust و اقدح تھا، یہ اس ملکی اور فکری ماحول کے پیروان ہونے کی علامت تھا، جس ماحول میں اسلام نے رشد و ہدایت کی شاہراہ مستقیم پر لوگوں کو چلانے کے لیے آواز بلند کر رکھی۔

ان چار افراد میں سے تین افراد نے عیسائیت قبول کر لی اور ایک فرد یعنی حضرت زبید بن عمرو بن نفیل بدستور دین تو حید پر قائم رہے، انہوں نے بت پرستی تو چھوڑ دی تھی، مگر انہیں دنیا میں موجود کسی مدھب میں ایسی چک دک دکھائی نہ دی، جوان کے مضطرب دل کو اطمینان اور سکون عطا کرنی سا انہوں نے مردار خوری اور بتوں کے سامنے ذبح ہونے والے چانوروں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا، اور وہ لوگوں کو بیچوں کو زندہ درگور کرنے سے منع کرتے تھے۔ ابن ہشام نے حضرت اماماء بت ابی بکرؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے زبید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا وہ اس وقت بہت بُر اُڑھتے تھے اور کچھ معلقی کی دیوار کے ساتھ پیک

لکر بیٹھے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: ”اے گروہ قریش! اس ذات کی حرم جس کے قبیلے میں زید بن عمرو کی جان ہے، تم میں سے میرے سماں کوئی شخص بھی ابراہیم علیہ السلام کے دین پر قائم نہیں رہا۔“ پھر انہوں نے کہا کہ اے اللہ اگر مجھے علم ہوتا کہ تھی عبادت کا کونا طریقہ نیا دہ پسند ہے، تو میں اسی طریقے سے تیری عبادت کرتا، لیکن مجھے اس کا علم نہیں ہے، پھر وہ اپنی آنکھی پر سجدہ کر لیتے (۲)۔

پھر جہاں تک عیسائی ہونے والے تینوں حضرات کا تعلق ہے، تو ان میں سے ہر شخص کی کہانی دوسرے سے مختلف ہے۔ عبید اللہ بن جعفر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیوں بھی زاد بھائی تھا، وہ اسی جیسی شخص کی حالت میں رہا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو اس نے بھی اسلام قبول کر لیا اور پھر اسلام قبول کرنے کی پاداش میں جوش کی طرف ہونے والی چیلی بھرت میں شرکت کی، مگر جو شرکت میں جا کر مرد ہو گیا اور مرد بھی اس درجے کا کہ جب وہ مسلمانوں سے ملا تو کہتا کہ فضحنا و صاصاتم (۳) ہم نے (حق کو) دیکھ لیا اور تم نے ابھی تک ۲۵ بھیں بھی نہیں کھویں۔ حضرت ام حمیہ اسی کی بیوی تھیں، جو اس کے بعد امام المؤمنین ہیں۔ عثمان بن الحنفیہ شمشاد دین میں قصر روم کے دہار میں جا پہنچا اور وہاں جا کر اس نے عیسائیت قبول کر لی، چنانچہ وہ اپنی وفات تک وہیں رہا، قیصر روم ان کی بہت عزت کرتا تھا (۴)۔ جب کورقہ بن فویل نے بھی عیسائیت اختیار کی، مگر اس طرح کرنہوں نے کتاب مقدس کا اچھی طرح مطالعہ کیا اور اہل کتاب علامی شاگردی حاصل کی اور اس طرح عیسائیت میں رسخ کا دبھہ حاصل کیا۔ (۵)

ان چاروں بزرگوں میں ورقہ بن فویل کا کردار بہت منفرد رہا۔ انہوں نے عیسائیت قبول کرنے کے باوجود ایک سچے اور پاکہ اسی عالم ہونے کا ثبوت دیا اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر چیلی وحی اتری اور اس وحی کی حالت کے بارے میں حضرت خدیجہ اکبری اور گفر کے دوسرے افراد منتظر تھے، تو انہوں نے اس موقع پر اسلام کے حق میں تصدیق کے وہ پاکیزہ کلمات ادا کیے، جس نے چھائی اور حق کے مثالی نقوش کو طینان قلب کی نعمت عطا کی اور اسلام کی راہ میں وہ پھول بکھیرے، جن پر دوسرے لوگوں کے لیے چلتا سکل ہو گیا۔ اس گواہی کی اہمیت کا اندازہ امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی اس روایت سے ہوتا ہے، جس میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی چیلی وحی کا ذکر کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ابتدائی وحی (سورۃ الحلق کی ابتدائی پانچ آیات) کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا مجھے کہل اوز حادو، مجھے کہل اوز حادو، چنانچہ انہوں نے ۲۵ صلی اللہ

ورقاً بن نواف کے متعلق حافظ ابن حجر نے بخاری رحمۃ اللہ کے نقطہ نظر کی شرح میں لکھا ہے کہ ورقہ بن نواف کے متعلق اختری کرنی تھی، جب وہ اور زینہ بن عمر و بن نفیل دونوں جنوں کی عمارت کو ناپسند کرتے ہوئے شام پلے گئے تھے اور ورقہ بن نواف کو دین نصرانیت اچھا لگتا تھا، جس کی بناء پر وہ عیسائی ہو گئے تھے اور وہ ان راجبوں سے ملتے جنوں نے حضرت میسیحی علیہ السلام کا دین اختری کیا تھا اور اس میں کوئی خبر یا نہیں کی تھی، اسی لیے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق انہیں ۲۱ آپ کیا اور آپ کے متعلق بیٹھ رت دی تھی، حالانکہ حق کی باتوں کو بدلتے والوں نے بدل دیا تھا (۷)۔

الغرض تمام آخذ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت ورقہ کا تعلق ان قدیم مسیحیوں کے کسی فرقے سے تھا، جو لوگ قوایت اور انہیں میں موجود تمام احکام کو بلا کسی حرج بیٹھ اور تهدیلی کے مانے تھے، اسی لیے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے نزول وحی کی کیفیت سن کر فوراً اس بات کی گواہی دی کہ انہوں نے صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کے چے نبی ہیں اور یہ کہان پراتنے والی وحی یعنی وہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری تھی۔ حضرت ورقہ کی اس گواہی نے وہی کام کیا، جو حضرت میسیحی علیہ السلام

کی نبوت کے وقت حضرت مسیح علیہ السلام کی گواہی نے کیا تھا، اس لیے اس گواہی کی اہمیت اور اسلام کی ابتدائی تاریخ میں اس سے ثابت اثرات سے اکابر مذکون نہیں۔

### ۳۔ ہجرت جبشہ اور نجاشی سے مسلمانوں کے تعلقات

مؤمنین نے لکھا ہے، کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مردم میں اعلان نبوت کیا، اس وقت پورا جزیرہ عرب ایسے قبیلوں اور ایسے لوگوں سے بھرا ہوا تھا، جو اس نئے دین سے عداوت رکھتے تھے اور جن سے حمایت ملنے کی ذرہ برابر بھی تو تھی۔ اس لیے جب مسلمانوں پر مکہ مردم میں عرصہ حیات ملک کیا جانے لگا، تو ان علاقوں میں سے کسی علاقے میں بھی پناہ ملنے کا سوال ہی پیدا ہوتا تھا۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کرام کی نظریں صرف جبشہ کی طرف اٹھیں۔

زیادہ تر روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے جانشوروں کو تکلیف اور اذیت میں دیکھا، تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہم جبشہ پڑے جاؤ، اس لیے کہ وہاں ایک نیک دل مکران ہے، جس کے ہاں حق کا پاس ہوتا ہے اور وہ کسی پظم نہیں کرنا اور تم وہاں رہو، تا ۲۵ نومبر متمہارے لیے چھکارے کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ (۸)۔

امور حدث <sup>لیشی</sup> نے عمر بن الخطاب کے خالے سے لکھا ہے کہ خود حضرت ہفڑ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ رضی کیا تھا:

یا رسول الله ائلن لی حسی ابیر الی ارض عبد الله فیها (۹)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں ایک ایسے علاقے اور خطے میں جا کر رہوں، جہاں میں صرف اللہ کی عبادت کر سکوں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمادی۔ ہر حال اصغر نجاشی شاہ جبشہ عرب کی سر زمین میں ایک نیک دل اور انصاف پسند مکران کے طور پر شہرت تھی، اسی لیے مسلمانوں نے سارے عرب کو چھوڑ کر ہجرت کے لیے نجاشی کے ملک کو سب سے نیادہ مختوذ تصور کیا۔ اس زمانے میں جوش میں جو یہ سائی نہ ہب رائج تھا، وہ موجودہ یہ سائی نہ ہب سے مختلف تھا، جس کا امدازہ اس واقعے سے کیا جا سکتا ہے کہ جب مسلمانوں سے حضرت میلی کے متعلق سوال کیا گیا اور حضرت ہفڑ نے مسلمانوں کی طرف سے یہ جواب دیا کہ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول، اس کی روح

اور اس کے لئے (کون کی پیدوار) ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے کنواری مریم کی طرف ڈال دیا تھا، تو نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک لکڑی میں اور کپا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری اس بیان کردہ عمارت سے اس لکڑی کے پر ابر بھی زیادہ نہیں ہیں (۱۰)۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے مسلمانوں کی باتیں سن کر یہ کہا تھا کہ اگر میرے پاس حکومت کی یہ ذمہ داریاں نہ ہوتیں تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کے جو تے کو بوس دیتا (۱۱)۔

نجاشی کے متعلق امام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے جو طویل روایت بیان کی ہے، اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ جب نجاشی کے سامنے سورہ مریم کا ابتدائی حصہ، جو حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم سے متعلق تھا، تلاوت کیا گیا تو وہ اور اس کے دیوار میں موجود عیسائی اساقف (پادری) اخراج کے کان کی دار ہیں ۲ نسوان سے تر ہو گئیں (۱۲)۔

ایسی طرح بعض روایات میں ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے نماز پڑھا کرنا تھا (۱۳)۔

الغرض وہ ایک ایسے مذہب پر تھا، جو حقیقت میں اسلام کے بہت زیادہ قریب تھا۔ اس دور میں مسلمانوں کو جس طرح کی سرپرستی اور مدد کی ضرورت تھی، نجاشی نے مسلمانوں کو مہیا کی، اس نے کفار مکہ کے پیشے ہوئے وفد کو، جو دو افراد حضرت عمر بن العاص اور عمارة بن الولید پر مشتمل تھا، انہا کام و نامراہ کر کے واپس کیا (۱۴)۔

صحابہ کرام اس بخیران کی رعلیاں کر کے چنک و بہاں رہے اور اس وقت واپس آئے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر سے فارغ ہو گئے تھے، اسی لیے آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ علم نہیں کر آج مجھے خیبر کے فتح ہونے کی زیادہ خوشی ہے یا اپنے بھائی حضرت (اور دوسرے مسلمانوں کے واپس آنے) کی (۱۵)۔ مسلمانوں نے نجاشی کے اس احسان کو عمر بخرا دیا کہا، چنانچہ جب دشمنوں نے اس پر حل کیا تو مسلمان خت پر پیشان ہوئے، انہوں نے نجاشی کی نہ صرف یہ کرم دی، بلکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اس کی خیر معلوم کرنے کے لیے میدان بھیج گئے (۱۶)۔

حضرت ام سلمہ نے یہ بتالا کر جب یہ خبر عام ہوئی کہ نجاشی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عام انسانوں جیسا سمجھتا ہے، تو اس کے خلاف بغاوت ہو گئی اور اس کے چالوں نے اس پر حل کر دیا، اس مشکل ترین لکڑی میں بھی اس نے مسلمانوں کو فرا موش نہیں کیا، بلکہ اس نے مسلمانوں کو صورت حال بتا کر ایک

کشتی میں بیٹھنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ اگر وہ کامیاب ہو گیا، تو تمہارے ندوہ اس کشتی میں سوار ہو کر پہنچنے ملک میں واپس چلے جائیں (۱۷)۔

### ۳۔ خطوط

ذکر حمید اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نجاشی کے نام کے کی ایک سادہ بارک کا حوالہ بھی دیا ہے، جن میں سے ایک میں آپ نے اسے لکھا کہ ”آپ اپنے صحابہ کو اس کے پاس بھج رہے ہیں، وہ ان کا اکرام کرے، ان خطوط کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِذْ جَاءَكُمْ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِنَامِ نَجَاشِي أَعْمَمَ بْنَ دَشَاهَ جَبَشَهُ سَلَامَتْ بَا شِيدَاءَ يَخْطُو خَدَاءَ يَرْتَقِي حَمْوَثَاءَ كَسَاحِهِ لَكَهْتَاهُوْنْ جَوَانِي ذَاتَ اُورَصَفَاتَ هَرَدَوْنَيْنْ لَا شَرِيكَ، هَرَقَمَ كَيْ سَمِيزَ، خَوَدَلَامَتَ اُمَنَ وَهَنَدَهُ اُورَبَارَعَبَ ہے۔ میں اقرار کرنا ہوں میں این مریم طَبَیَّہُ الْمَلَامَ کے روَحُ اللَّهِ اورَ اس کا کلکھ ہونے کا، جو خدا نے کتواری اور پاک دام مریم میں القفر میا جس کلہ میں وہ امیدوار ہوئی اور اس نے میں علیہ السلام جسے خدا نے اپنی روح اور تجھ سے خلق فرمایا اس طرح کہ جس طرح آدم کو اپنے ہامہ دار تھے سے پیدا کیا۔ اے بادشاہ! میں آپ کو خدا نے واحد لاشریک پر ایمان لانے اور اس سے موالات کی دوست پیش کرنا ہوں اور یہ کہ آپ میری رسالت پر ایمان لا کیں جس کے ساتھ اس کتاب پر بھی ایمان لانا ہوگا جو مجھ پر باز ہوئی میں خدا کا رسول ہوں۔ وادخج ہو کر میں اپنے عم زادیر اور جھنڑ کو چند مسلسلوں کے ساتھ آپ کے ملک میں بھجو رہا ہوں، انہیں پناہ دیجئے اور ان کے شایان حال سلوک سمجھے جانا دا ان پر بختی کی جائے! میں آپ کو آپ کی رسمیت سمیت خدا پر ایمان لانے کی دوست پیش کرنا ہوں، گواہ رہیے کہ میں نے آپ کو خدا کا حکم پہنچا دیا اور نصیحت کر دی آپ کو میری نصیحت پر عمل پیرو رہا چاہیے۔ سلامتی ہو اس شخص پر جوہراہت لایا ہے، (۱۸)۔

اس خط میں واضح طور پر اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نجاشی سے پہلے سے متعارف تھے۔ کتب سیرت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مرتبہ خطوط بھی نجاشی کے نام ملتے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَنْ جَاءَكُمْ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِنَامِ نَجَاشِي سَرِيرَاهُ جَشَّا إِسْلَامِتِی ہو اس پر جوہراہت کا جعل ہے۔ واضح ہو کر میں آپ کے سامنے خدا نے برتری حمودَثَا کرنا

ہوں جس کا کوئی شریک نہیں وہ بادشاہ ہے، ہر قسم کی کسی سے بہرا، خود سلامت، امن و ہندہ اور بارعہ ہے۔ میں عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے ان اوصاف کا مترف ہوں۔ وہ روح اللہ اور اس کا گلہ تھے، جو خدا نے کنواری اور پاک و امن مریم میں القافرماں، جس کلے سے وہ عیسیٰ علیہ السلام کی بدولت صاحب اولاد ہوئیں یہ گلہ اسی قسم کا تھا، جو خدا نے آدم کے لیے استعمال فرمایا۔ جب آدم کو اس نے اپنے ہاتھ سے ہاتا۔ آپ کو خدا نے واحد کی پرستش اور اس کی اطاعت اور مجھ پر ازالہ کتاب پر ایمان لانا شرط ہے، اور اس کا رسول تسلیم کر لازم۔ میں حمیں اور تمہاری رحمت ہر ایک کو خدا پر ایمان لانے کی دعوت دینا ہوں، گواہ رہیے کہ میں نے آپ کو خدا کا حکم پہنچا دیا اور فتحت کر دی آپ کو میری فتحت پر عمل پیرا ہوا چاہیے۔ مسلمتی ہو اس شخص پر جو بہاءتِ طلب ہے۔ والسلام (۱۹)

اس طرح نجاشی کے نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیراگری نامہ مندرجہ ذیل ہے۔

من جانب محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نام نجاشی احمد بادشاہ جہش اسلامتی ہو اس شخص پر جو بہاءت کا طلب گارہ ہو کر خدا اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ میں اس امریکی شہادت دینا ہوں کہ خدا نے کوئی واحد لاشریک کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں، میں اس بات پر شاہد ہوں کہ خدا کی نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی اس کا بیٹا اور میں اس کی شہادت بھی پیش کرنا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں آپ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت پیش کرنا ہوں اور یہ کہ میں خدا کا رسول ہوں اگر آپ اسلام قبول کر لیں تو آپ سے کوئی تعریض نہ ہوگا، جیسا کہ قرآن نے تابعیتاً **خَلَ الْكِتَابِ تَخَالُوا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَّا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْأَنْعِيدَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تُنْسِكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَنْجِدُ بَعْضًا بَعْضًا أَرْتَابَكُمْ ذُؤْنِ اللَّهِ فَإِنْ قَوَّلُوا فَقُوَّلُوا أَنْهَمُكُمْ بِالْأَنَّ مُسْلِمُونَ** (۲۰) سائل کتاب ۲۱ و ہم دونوں ایک اصول پر متفق ہو جائیں کہ ایک خدا کے سا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانیں اور کوئی ہم میں سے انسان کو خدا نہ مانے । اے رسول اگر یا اصول تسلیم کر لیں تو تمہاروں نے سے کہہ دو کہم چانو اور تمہارا کام، مگر گواہ رہنا کہم تو مسلمان ہیں میں سے با دشنا اگر آپ اسلام لانے سے مکر رہے تو آپ پر اپنی تمام عیسائی رحمت کا باریکی ہو گا۔ (۲۱)

حضرت نجاشی رحم اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کے جواب میں تین خطوط ارسال کیے، یہ خطوط حضرت عمر بن امیہ الصحری لائے۔ ان میں حضرت نجاشی نے اسلام قبول کرنے اور اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں سمجھنے کا ذکر کیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم بخدمتِ جنابِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) من جانبِ نجاشی احمد ابن ابی جریر، اے اللہ کے نبی امیں آپ کے حضور سلام اور رحمت و برکت خداوندی کا ہدایہ پیش کرنا ہوں، اس خدا کی طرف جو تمہارے معبود ہے کے لائق ہے اور جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی تھے رسول خدا یہ جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق فرمایا ہے تو خداوند ارض و مہا کی حکم حضرت عیسیٰ میں اس سے نیادہ کوئی اور بات نہیں، اور آپ پر جو قدر ان نازل ہوا ہے تو اس کے من جانبِ اللہ ہونے پر بھی مجھے یقین ہے، آپ کے حکم زاد بھائی اور ان کے رفقاء ہمارے ہاں تحریف لے لئے ہیں، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی کے ہاتھ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی ہے اور خدا نے رب العالمین کی وحدانیت کا اعتراف کر لیا ہے۔ آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارجمند احمد بن ابی جریر کو بیچ رہا ہوں، لیکن اپنے فیض کے سعاد و سرور کی فرماداری لینے سے قادر ہوں، اگر حکم ہو تو میں خود بھی حاضر ہونے کے لیے آمادہ ہوں میا رسول اللہ جب میں آپ کی رسالت پر ایمان لے گیا تو آپ کے حکم کی قبولی کیا مشکل ہے۔ والسلام عليك يا رسول الله! (۲۲)

بسم الله الرحمن الرحيم يـ جنابِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) من جانبِ نجاشی احمد اسلام علیک! یا رسول اللہ و من اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ! اس خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ بعد از یہی یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی مہاجرین جو ہمیرے ہاں اقامت گزیں تھے، انہیں اپنے فرزند ارجمند کے ہمراہ اپنے بیچ رہا ہوں، ارجمند کے ساتھ جو شکر کے اور سالم حکما فراہم بھی ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں تو میں خود بھی حاضر ہو سکتا ہوں۔ میں آپ کی رسالت پر صدق دل سے ایمان لایا ہوں۔ والسلام عليك يا رسول الله! (۲۳)

### حضرت ام جیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں نجاشی کا کردار

الیوسفیان کی تینی۔ حضرت ام جیبہ رضی اللہ عنہا جو اپنے خادم (عبدالله بن جعفر) کے کفر کے باو جزو اسلام پر ثابت تقدم رہی تھیں، جب جعفر میں بیوہ، ہو گئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کسنا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برادر راست نجاشی کو خط لکھا اور نجاشی کو اپنا وکیل مقرر فرمایا۔ چنانچہ حضرت نجاشی نے حضرت ام جیبہ کے پاس ابرھامی اپنی کنیت خاص کو بھیجا، جس نے بادشاہ کا پیغام ان تک پہنچایا اور کہا کروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے نکاح کے لیے اپنا وکیل مقرر کر دیں۔ چنانچہ

انہوں نے حضرت خالد بن عسید بن العاص کی جوان کے پیچا زاد بھائی تھے اپنا وکیل مقرر کیا۔ پھر بادشاہ نے شام کے وقت حضرت حضرت عین ابن طالب اور دوسرے مجاہر صحابہ کو بلدیا اور خود خطبہ دیا۔ اس نے حضرت ام حیرہ رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو دینا مقرر کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل کی حیثیت سے اس کی خود را مانگی کی۔ (۲۳)

جب لوگ مجلس سے جانے لگو تو اس نے کہا کہ پختگروں کی سنت یہ ہے کہ کٹا ج کے بعد کھانا مکھلاتے ہیں، اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ کھانا لا لایا جائے چنانچہ اس کے بعد لوگوں کو کھانا مکھلایا گیا۔ پھر اس نے یہی عزت و احترام کے ساتھ حضرت ام حبیر رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام کو جوش سے رخصت کیا۔ اس موقع پر اس نے یہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایک والا نام بھی حجر کیا، جس میں اس نے اپنے مسلمان ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اسی بنابر جب حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو یہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر غاریبائی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ (۲۵)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بَنَدَمْتْ جَاتِيْ مُحَمَّدْ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مِنْ جَانِبِ نَجَاشِيْ أَعْظَمِ الْسَّلَامِ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَتِ اللَّهِ وَرَحْمَةِ أَبِدِ الْأَزِيزِ مَنْ نَزَّلَنِيْ ۖ أَنْتَ أَبُوْ أَبِدِ الْأَزِيزِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَمْ خَانَدَنِيْ كَمْ مُسْلِمٌ بَنِيْ سَيِّدِهِمْ حَمِيرٍ بَنِيْ اُوسَفَيَّاْنِ كَمْ أَنْتَ أَبُوْ أَبِدِ الْأَزِيزِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَمْ كَانَ لِيْ مَنْدِرَهُ ذَلِيلٌ اشْيَاءَهُ دَيْنَارٍ يَحْكَمُ بِهِ رَبِّيْجَنْ رَبِّيْهِوْنَ، أَيْكَ تُمْكِنُنِيْ أَيْكَ تُمْكِنُنِيْ أَيْكَ تُمْكِنُنِيْ أَيْكَ رَدَاوِرِيْتَهُوْنَ كَمْ جُوزِيْ بِالْسَّلَامِ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! (۲۲)

لیکن انہوں کو حضرت نجاشی کا یہ مسلمان بنا اپنے ہمراجیوں کے ساتھ، جس کشی میں سوارتخا وہ کشی سمندر میں ڈوب گئی اور یوں یہ تینک دل اور پا کیزہ قلب لوگوں پر مشتمل قافلاً اپنے سازو سامان سمیت خدمت نبوی میں باری باری ہو سکا۔

۳۔ نجران کے نصرانیوں کی مدپنہ منورہ آمد اور واقعہ مہاپالیہ

اس سلسلے کا تیسرا اور رابعین و اتحد ہجران کے پھیلائی علماء کے وفد کی مدینہ منورہ آمد اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا میبلد ہے۔ ہجران کا علاقہ چگا زار و ریکن کے درمیان واقع ہے۔ اس وقت اس علاقے میں کئی بستیاں شامل تھیں، کہا جاتا ہے کہ وہاں ایک لاکھ تین ہزار کے قریب جگہ کرنے کے قابل افراد موجود تھے، تمام آبادی پھیلائی تھی اور شش سرداروں کے زیر حکم تھی، ایک کا نام عاقب (عبد

اتھے تھا، جوان کا امیر تھا۔ وسرے کام سیدنا السید (الائیم) تھا۔ جوان کے سیاہی اور تمدنی امور کی گھر لئی کرتا تھا، اور تیرسا اسقف ایو ہارش بن عالم تھا۔ جس سے مذہبی پیشوائی متعلق تھی۔ اس کا تعلق بونکر واکل سے تھا۔ ان کے علاوہ چودہ سردار بھی شامل تھے، چنانچہ جوان کے یہ سردار سانچھا افراد پر مشتمل و فدر لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔

جب یہ لوگ مدینہ منورہ میں آئے تو ان لوگوں نے بھن کی بھی ہوتی نصیح اور توجیہ پوشائیں پھن رکھی تھیں ..... اہل مدینہ نے انہیں دیکھ کر کہا کہ ہم نے کسی وفد کو جمال اور جلال میں ان جیساں انہیں دیکھا (۲۷) جب یہ لوگ یہاں آئے اس وقت نماز کا وقت ہو گیا تھا، چنانچہ یہ لوگ نماز پڑھنے کے ارادے سے کھڑے ہوئے، تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو چنانچہ ان لوگوں نے شرق کی طرف مذکور کے نماز دا کی (۲۸)۔

یا قوت الحموی نے کھھا ہے کہ جوان میں بہت بڑا اگر جا گھر تھا، ہے مقامی لوگ بیت اللہ شریف کا تہادل گھر کہتے تھے ساس کی آمدن دولا کو درہم سالاہ تھی۔ (۲۹)

یہ لوگ کئی دن یہاں میم رہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بحث و مناظرہ کرتے رہے، چنانچہ اس موقع پر سورہ آل عمران کی اسی سے نیادہ آیات نازل ہوئیں۔ جس کے آخر میں انہیں مبارکہ کی وجوہت دی گئی۔ (۳۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں بھائیوں اور مسلمانوں کے مابین بحث و مناظرہ اور براہمی را بٹلے کا یہ سب سے بڑا واقعہ تھا، جس کا اختتام اس قابل پر ہوا کہ جوان کے ان لوگوں نے مسلمانوں کو جزویہ دینا قبول کیا اور یہ لوگ باعزت محابہ کے بعد مطن و اپنی لوٹ گئے۔ لیکن جلدی اس علاقے میں اسلام کی اشاعت شروع ہو گئی، اور چند ہی سالوں میں چند لوگوں کے سوا جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عراق میں جلوطن کر دیا گیا تھا، یہ پورے کا پورا خط مسلمان ہو گیا۔ وہ جوان سے ٹککو اور مباہی کے وقت خصوصی طور پر، درج ذیل باتوں کو واضح کیا گیا۔

### (۱) حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کا مقام و رتبہ

اسلام ایک عالیٰ رہنما رکھدے الامد ہے، اس نے جس طرح اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق و نکریم کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح وسرے انہیاء خصوصاً حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی

تغیییر و تکریم کا بھی حکم دیا ہے۔

اسلام جس طرح اپنے نبی پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے، اسی طرح وہ تمام انہیا ہی حضرت موسیٰ  
اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر بھی ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔ سورہ ۲۱ عمران میں ہے:

**لَا فَرْقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ (۲۱)**

بھم انہیاء کے مابین فرق نہیں کرتے (کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں)

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

**إِنَّمَا الْمَرْسُوخُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَةُ اللَّهِ إِلَيْهِ مَرْيَمَ وَرُوحُهُ مِنْهُ (۲۲)**

حضرت عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول اور اس کا گلہ تھے، جسے اس نے حضرت مریم  
کی طرف القا کیا تھا اور اس کی روح تھے۔

جب کہ سورہ ۲۱ عمران میں حضرت عیسیٰ کی ولادت اور ان کی ذات کو حضرت آدم علیہ السلام  
کی طرح قدرت الہی کا نمونہ قرار دیا گیا۔ اس لیے کہ حضرت آدم بن ماس باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت  
عیسیٰ کی ولادت بن باپ کے ہوتی۔ (۳۳) مزید برآں سورہ ۲۱ عمران میں حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور  
ان کے خداوند کو منتخب کیے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۳۴)

علاوہ ازیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر مراجع میں حضرت عیسیٰ سے اپنی ملاقات کا  
ذکر کیا اور انہیں اپنا بھائی قرار دیا اور بعض روایات میں ان کا حلیہ بکھر بیان کیا گیا ہے۔ (۳۵)

الغرض اس موقع پر ازالہ ہونے والی سورۃ میں حضرت عیسیٰ علیہما السلام، ان کی ولادت و قدرت  
حضرت مریم، ان کے ناما اور نامی وغیرہ کا نہایت ادب و احترام کے ساتھ مذکور کرہ کیا گیا ہے، جو کہ اسلام  
کے ان بزرگوں کے متعلق عقائد کا انہار ہے۔

## (۲) حضرت مریم علیہما السلام کا مقام و رتبہ

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ حضرت مریم کی ذات کو بھی متاز معاشر کھانا تھا،  
اور ان پر طرح طرح سے اپنی مطرازی اور تہمت تراشی کی چلتی تھی، اس موقع پر جو حکایت ازالہ ہوئیں، ان  
میں حضرت مریم علیہما السلام کا ذکر بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور انہیں دنیا کی سب سے

نیادہ مہرزاو اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے نیادہ شان رکھدے ای خاتون قرار دیا گیا ہے۔ (۳۶)  
 ایک اور مقام پر حضرت مریم علیہ السلام کو دینا کی ان دو خاتون میں شمار کیا گیا، جنہیں اللہ تعالیٰ  
 نے مومن عورتوں کے لیے بطور نمون اور مثال پیش کیا ہے اور ان کی عفت و پاک دانی کی شہادت دی گئی  
 ہے (۳۷) اور ان کے متعلق ایک مستقل سورہ مریم باز ل فرمائی۔ (۳۸) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 انسانوں میں تو بہت سے لوگ کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں سوائے حضرت مریم  
 اور حضرت آسمہ بنت مزموم کے کوئی عورت بھی کامل نہیں ہوتی۔ (۳۹)

### (۳) انجیل

قرآن مجید نے اس کا ذکر بھی بر جگہ ادب والزم کے ہمراۓ میں کیا ہے۔ سورہ ۲۱ عمران  
 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ کہلوایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب و  
 حکمت اور روانات اور انجیل کی تعلیم دے گا۔ یہاں انجیل کو حکمت کا خواہ قرار دیا گیا ہے، اس طرح انجیل  
 کے متعلق یہ گواہی دی گئی ہے کہ وہ اپنے سے پہلے آنے والی کتابوں کی تصدیق و تائید کرنے والی (لیا ان کی  
 پیش گوئیوں کا صداق قرار پانے والی ہے)، اور یہ کہ اس کتاب میں بیرون یوں کے لیے اپنے احکام دیے  
 گئے ہیں، جن میں ایسی باتوں کو حلal کیا گیا ہے جو اس سے قبل ان کے لیے حرام تھیں، اور اس کے ذریعے  
 ان کے باہمی اختلافات اور تنازعات کو حل کیا گیا ہے۔ (۴۰)

ایک اور مقام پر فرمایا اور ہم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور  
 ہے اور وہ ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ جو اس سے پہلے ہیں۔ (۴۱) ایک اور جگہ انجیل کا ذکر کرچے  
 ہوئے فرمایا کہ اور ہم نے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کو انجیل دی۔ اور ہم نے ان کے ماننے والوں  
 کے دلوں میں رُزی اور شفقت پیدا کر دی ہے۔ (۴۲)

### (۴) مباهله

عربی کا لفظ مباهله باب مفاسد سے، مصدر ہے بالکل کامادہ بھیل ہے، جس کے لفظی معنی دعا  
 کرنے کے ہیں اور مباهله کے معنی ایک دسرے کے خلاف بد دعا کرنے کے، اسی لیے قرآن مجید میں اس  
 کے معنی فتحجعفل لغة الله على الكنديين (۴۳) ”هم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجنیں“ کہا گیا ہے کہ یہ  
 اسلام کی صفات کا ناقابل تذییب ہوت ہے، اس موقع پر جو رمان کے بھائیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف سے مبارکہ کی دعوت قبول نہ کی اور اس کے جواب میں مسلمانوں کی اطاعت قبول کی اور جزیہ دینا منظور کر لیا۔

### (۵) عیسائیوں کے حقوق

غیر مسلموں یا سمجھیوں کے حقوق کے بارے میں، یہ پہلا موقع تھا کہ اس بارے میں نہیں احکامِ زل ہوئے۔ اس بارے میں اگرچہ سورہ آل عمران میں تو زیادہ موافق تھا، ہم نی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحران کے ساتھ جو معاهدہ کیا، اس میں ان کے حقوق و مراعات کی تفصیل بیان کی گئی ہے، جس کی تفصیل ۲ نکدہ آرہی ہے، اسلام نے انہیں مختصر طور پر یہ حقوق دیے ہیں:

۱۔ انہیں کامل طور پر مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

۲۔ اگر کوئی دشمن ان پر حملہ کرے تو اسلامی حکومت کامل طور پر ان کا دفاع کرے گی۔

اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحران کے ساتھ جو معاهدہ کیا تھا، ذاکر حیدر اللہ نے اس کی عبارت یوں نقل کی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم، يه معاهده ہے محمد نبی رسول اللہ کی طرف سے اہل بحران کے لیے

۱۔ ان کے پہلوں، سونے، چاندی، غلام اور ان کے اشیاء کے ساتھ ہر قسم کے مال کے عوض پر ان پر مندرجہ ذیل خراج عائد کیا جانا ہے:

۲۔ سالانہ دو ہزار ریمنی ٹلنے (دو قسطوں میں)

(الف) ما در جب میں ایک ہزار ٹلنے (ب) ما در میں ایک ہزار ٹلنے

۳۔ اور ایک ٹلنے کے ساتھ ایک اوپری چاندی

۴۔ مقررہ مقدار خراج میں کسی شے کی کمی اور دوسرا شے کی بیشی پر جنح و منہا لازم ہو گا۔

۵۔ اگر اہل بحران عائد شدہ نصاب (حدِ چات اور چاندی) کے عوض میں مندرجہ ذیل اجسas داخل کرنا چاہیں تو بدل اور بدل مندوں کی قیمت میں کمی و بیشی کا لحاظ ضرور ہو گا۔

۶۔ اہل بحران پر میرے تحصیل داروں کی مہانی اور حکیم میں سے لے کر تیس روپیں و ریک و اجب ہے، اس کے بعد انہیں اپنے ہاں رکا جائے۔

۷۔ ہماری طرف سے یعنی اور مزدہ پر حملہ کے وقت انہیں ہم کو (الف) ۳۰ گھوڑے اور (ب) ۴۰

زرسیں عاریتا دینا ہوں گی، جن کے اخلاف پر ان پر ان کی قیمت اور بحکمت و ریخت کے ہمارے تحصیل واردہ مدار ہوں گے۔

۸۔ اہل مجران کے ساتھ ان کے مسامیے حلقوں کے لیے (بھی) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے مندرجہ ذیل اشیاء میں تلاٹی کے ذمہ دار ہیں۔

(الف) وطن اور وطن کے باہر وہ بھگاؤں میں ان کے اموال و نعمتوں کے اخلاف پر۔

(ب) ان کے ندیہب اور ان کے قرابت داروں کی تذلیل و تغیر پر

ان کے پادری گوشہ نشین اور کابوں پر گرفتہ ہو گی۔

۹۔ ان کی ماخیتی کی وجہ سے ان پر کسی حرم کی کہتری عائدہ ہو گی۔

۱۰۔ وہ قبائل اسلام کے قتل پر موافذے سے بری ہیں۔

۱۱۔ وہ ہماری بھگاؤں میں بھی شرکت سے مستثنی ہیں۔

۱۲۔ ہمارا لفڑان پر حملہ کرے گا۔

۱۳۔ ہماری عدالت میں دوہوئی پیش کرنے پر ان سے انصاف کیا جائے گا۔

۱۴۔ ان میں سے بھوٹھس اپنے خادمان سے سودا لو وہ ہماری ذمہ داری سے محروم ہے۔

۱۵۔ کسی فرد کی دوسرے فرد کے موٹی گرفتہ ہو گی۔

اس قرار دادی اللہ اور محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس وقت تک ذمہ داری ہے، جب تک اہل مجران ان تمام وفاتات کے پا بندر ہیں۔ محرر: عبد اللہ بن بکر۔ گواہان: ابو سفیان بن حرب۔ ۲۔

غیلان بن عمرو و ۳۔ مالک بن عوف از بنی نصرہ۔ ماقرئ: بن حابہ، حنبلی ۵۔ مغیرہ بن شعبہ۔

بیکی ا بن آدم فرماتے ہیں کہ یہ فرمان میں نے مجرانوں کے ہاں دیکھا، اما زحیری میری زحیر کا سا

او محرر کا نام مغلی بن ابو طالب تھا، تو اعد کے خلاف ابی طالب کے ابو طالب لکھنے پر میں کچھ نہیں کہ سکتا: (۲۳)

غالباً اسی موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجران کے لاث پادری اور دوسرے پادریوں

کے لیے بھی ایک زحیر لکھا تی، جو مندرجہ ذیل ہے۔

**فرمان نبوی مجران کے پادری ابو حارث بن علقہ کے نام:**

بسم الله الرحمن الرحيم من جانب محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنام ابو حارث بشمول مجران

کے دیگر پادری، راہب اور کائن۔

- ۱۔ سب اپنی اپنی تحریزی بہت شے کے خود مالک ہیں۔
- ۲۔ ان کے گرچے، عبادت خانے اور مخالفوں کی حفاظت خدا کے ذمے ہے
- ۳۔ ان کے پادری اور راہبوں (گوشتیشین) کو ان کے طریق عبادت اور کاہنوں کو نہ ان کے پیشے سے ہٹالا جائے گا، ان کے حقوق میں مداخلت کی جائے گی۔

ان امور پر ایفاۓ عہد کی فرماداری کبھی خدا اور رسول پر ہے، بشرطیکہ یہ لوگ ہمارے ساتھ کئے ہوئے معاہدہ کی خوبی کا پابندی کریں اور ہماری خبر طلبی پر قائم رہیں، جب انہیں کسی حرم کی مزید زیرباری سے دوچار کیا جائے گا ان پر کسی حرم کا علم روا کھا جائے گا۔ کاہب مخفرہ (۲۵)

### اس معاہدے کے دیگر نفع

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اس موقع پر عیسائیوں کا ذکر کیا ہے، اور ان کو مسلمانوں کی طرف سے تحفظ فراہم کرنے کی ضمانت دی ہے، اس لیے ہر دور کے عیسائیوں نے اس معاہدے کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس معاہدے کو بوقت ضرورت اسلامی حکومتوں سے مفادات کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے چنانچہ عیسائی علمانے قرآن مجید اور احادیث نبوی پر، نیز اس معاہدے کا اسلوب سامنے رکھ کر اسی کی نفع پر اس معاہدے کے کئی ایک جعلی اور من گھرست نفع تیار کر لیے ہیں معروف محقق ذاکر محمد حمید اللہ مرحوم نے یہی محنت سے اس کے کئی نفع دریافت کر کے نجع کر دیے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم بام مسیحان بجران (۲ نفع) از مولف محقق از کتاب نسخه  
در مجموعہ تأیفات اساقفہ شرف (Patrologia Orientalis، جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۰ ۶ ۲۱۸) لیکن ان دو نوں شخصوں کے غلط ہونے میں عجب نہیں، اس تائید کے لیے فرمان نبرد کیجئے، مسئلہ قیون پورپ کا پیش کردہ امان نامہ (آندرہ اوراق میں)

تمہید از مؤلف کتاب اربع نسخہ نسخہ (ظہور اسلام: خدا سے اپنی نصرت سے تمام رکھے)  
اسلام کا ظہور ایشور عیسیٰ الحمدی کے عہد میں ہوا، یہ زمانہ سن مکندری کے حساب سے ۹۸۵  
قحاں اور شاہ ایران پر وین بن ہرمز کے جلوس کا اکتیسوں برس اور شاہ روم ہر قویں کی تخت نشینی کا باہر ہواں

سال تھا۔ تب ارش تہامہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ مددو حنے عربوں کے سامنے اللہ کی عبادت کی دعوت فرمائی۔ اہل بیان نے موصوف کی اطاعت کر لی۔ آپ نے اہل کمد سے بچک کی، طرب کو اپنا وطن ہاتھیا اور اس کا نام مدینہ رکھا۔ جسے حضرت اہر انعام کی نیز قطورانے آگاہ کیا تھا، عرب باشندے حضرت اہر انعام کے فرزند لا عارز مقاب پا سماں علیٰ کی اولاد ہیں، ماں کی طرف سے جن کا شیرہ حرم اہر انعام بی بادرہ بک پہنچتا ہے۔

روم کے بادشاہ (ہر قویں) نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر سن کر بات آئی گئی کردی، اس کے لیے یہ تیکین اس کے درباری خوجیوں کی وجہ سے تھی، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کی طاقت پر حنارت روئے ہو گئی تھی، سن ۸ جولائی میں جب ہر قویں روم کے تحت پر بیخا اور ایوان کی حکومت کر لی پڑیں بن اردو شیر کے ہاتھ میں منتقل ہوئی، اس وقت عرب کے مسلمانوں کی جنگی قوت مغرب طہو چکی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو گرد نواح میں لٹائی میں بیج رہے تھے۔

بجران اس دور میں بجران کے یہاں بیانوں نے اپنے بڑے پادری السید الحسنی کے ذریعے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھاں کے سامنے خراج عقیدت پیش کیا اور راضی و قادری کے ثبوت میں کھلوا بھیجا کر ہم آپ کی فضلت کے لیے آپ کی طرف سے بچک کرنے کے لیے بھی حاضر ہیں۔

□ نے یہ تھیں قول فرمادیں بھیہ ذیل معاہدہ حیر کر کے ان کے پر دیکھا اور حضرت بن الخطاب نے بھی اپنے عہد میں اس معاہدے کی تجدید فرمائی۔

دستاویز امان از محمد (□) بن عبد اللہ (علیہ السلام) برائے اہل بجران پیشوں جملہ میجان عرب اہم نے یہ حیر ۲۶۵ھ میں مقام بحر نشاکے دفتر سے قل کی، اس دفتر پر حسیب را ہب کی زیر گرانی تھی، حسیب نے کہایہ دستاویز بیت الحکماء ہے، یہ حیر حسیب کے تارک الدنیا (راہب) ہونے سے قل اس کے قبیلے میں تھی، بیتل کی کھال پر لکھی ہوئی جس کی رنگت زردی مائل ہو چکی تھی، اور دستاویز کے آخر میں (□) کی مرثیت تھی: مؤلف

بسم الله الرحمن الرحيم يا امان نا مخددا اور رسول (□) کی جانب سے بجران کے نفرانی اہل کتاب کے لیے پیشوں ان لوگوں کے، جو بجرانی ملک کے ہیرویں، بصورت امان نامہ ہے، یہی وہ یہاں تکی اس میں شامل ہیں جو مسحیوں کے کسی اور فرقہ سے ہوں۔ یہ امان نامہ ہے محمد (□) بن عبد اللہ رسول اللہ کی طرف سے جو تمام بھی آدم کی بہامت کے لیے مبوح ہوئے، اس کی رو سے تمام نفرانیوں

کے لیے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماداری ہے جو اس معابدے میں شامل ہیں اور وہ نصاریٰ بھی جو اس معابدے میں براہ راست اسلام نہیں، مگر اہل حجران کے بعد انہوں نے بھی ہماری اطاعت کا قبضہ ہمارے حضور پیش کر دیا ہے۔ نصرانی اطاعت گزاروں پر وہ جب ہے کہ زیر حیر و شیقہ غور سے میں اور زیل کے دفعات ذہن میں رکھیں۔ زندگی را گرفتار نہیں اسرا اور ان کے اہل کا وہ شیقہ کی خلاف ورزی کریں یا ہمارے سوا کسی اور کے لیے ان شر انکاٹ کے لیے پابند ہو جائیں، اور مسلمان بھی و شیقہ کے مندرجہ شر انکاٹ کے سوا کوئی اور شرطان پر عائد نہیں کر سکتے۔ ان شر انکاٹ کا پابند معابدے میں لکھی ہوئی مراجعات اور رسول اللہ کی طرف سے اپنی حفاظت کا مستحق ہو گا۔ مگر جو شخص ان دفعات میں کسی وفعی خلاف ورزی یا اس کی مخالفت میں ان شر انکاٹ پر ہمارے سوا کسی اور کسی پابندی یا ان شرطوں میں کسی تحریر کا مرتكب ہو وہ اپنی خلاف ورزی کی سزا کا خود و ذمہ دار ہو گا، وہ شخص خائن اور عند اللہ کاذب ہے، وعدہ سے مخرف اور رسول اللہ کا بے فرمان ہے کہ خدا کی طرف سے فرض کردہ دین میں اپنا وعدہ پورا کرنا وہ جب اور موکد ہے اور اس کے خلاف کرنا اور ایقاع سے چشم پوشی کیا معابدے کی حرمت ناکی کرنا ہے، ایسا شخص خائن ہے اور خدا کے ساتھ صالحین امت بھی اس سے بربی ہیں۔

نصرانیوں کے لیے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومین کی طرف سے امن وی ان کا حق ہے اور ہر مسلمان پر اس کا پورا کرنا اور اس عہد کو بھانا واجب ہے، اس لیے کہ (ان کے سوا) تمام قدیم اہل کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی عادات میں کمی نہ رہنے دی، ان کی آسمانی کتابوں میں رسول اللہ کے جو صفات مرقوم تھے، وہ بخش و کینہ کی ہا پا ایک ایک کے مکر ہو گئے جو ان کی مشاوات قلبی کا نتیجہ ہے، وہ گز کے مرتكب ہوئے اور یہ با راپنی گرد پر لے گئے، خدا نے تو انہیں میری رسانات کے بارے میں انکھا رکھم دیا تھا، مگر انہوں نے شاخت کے باوجود کتنا سے کام لیا، واجبات پر عمل کی بجائے ان سے روگر دان ہو گئے، اپنی کتابوں سے ۲۵ کھیس ہو دکر خدا اور رسول خدا ﷺ کی عادات پر کمر باندھ لی! اور اس بارے میں ایک دوسرے کے سامنے جھوٹ کے طور مکھرے کر دیئے ان اہل کتاب نے دل کھول کر میری بخوبی کی لوگوں کا پنی طلاقتِ اسلامی کے فریب میں لا کر میری بات ماننے سے دو رکھا، میرے خلاف ہر وقت گھات میں گلے رہے، میرے قتل کے مخصوصے تیار کئے، میرے خلاف شرکیں قریش اور دوسرے شرکیں کی سربراہی کر کے ان معابدوں کے خلاف کیا، جو وقت پڑے میری فخرت پر مشتمل تھے، یہ روشن خدا کے احکام سے بعد اور مامن کی ذمہ داری سے محروم کا مقدمہ تھا۔

ان مشارا لیہ اہل کتاب نے ہمارے خلاف قریش کمکی جیں میں مادی اعانت کی، ہی قیقا ع، قرظہ، ہی نصیر اور ان کے روسائی اہماد کرتے رہے، ظاہر ہے کہ ان کا یہ طبلہ رسول خدا ملی اللہ علیہ وسلم خدا اور ان کی عداوت پر ہی میں تو تھا لیکن افراطی ان جگلوں میں یک طرف رہے ان کا خدا اور رسول خدا □ کے خلاف جگلوں میں دامن بچائے رکھنا ان کی دعوت اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں زم دلی کا سب تھا اور جہاں قرآن نے یہودی قیامت و شقاوت قسمی کا ذکر کیا ہے، وہاں فرانسیس کی زم دلی اور ان کی موٹیں کے ساتھ مودت کا اعتراض فرمایا ہے:

لَكُجِلَكُنَ اشَدُ النَّاسِ حَدَاوَةً لِلَّذِينَ آتُوا إِلَيْهُمْ دُرَأَ الْبَيْنَ أَهْرَثُكُو  
وَلَكُجِلَكُنَ الْقَرَبَهُمْ مُؤَكِّدَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا إِلَيْهِمْ فَالْأُولُوَّا إِنَّا نَصَارَى  
ذَلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قَسِيبَيْنِ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (۲۶)

(اے عثیرا) ایمان والوں کی عداوت میں تم سب سے نیادہ شتی یہودیوں کو پاؤ گے۔ نیز (عرب کے) شرکوں کو اور ایمان والوں کی دوستی میں سب سے نیادہ تقریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں ہم نصاری ہیں، اس لیے کہ ان میں پادری اور نارک دنیا (راہب) ہیں (یعنی عالم اور نارک الدنیا فقیر ہیں جو زندگی عبادت میں مشغول رہتے ہیں) اور اس لیے کہ ان میں گھمنڈا و رخود پرستی نہیں ہے با ایں دلیل کہ نصاری کے کچھ لوگ جن میں چند افراد اپنے اور دین خداوندی کی معرفت سے بہرہ اندوز تھے، انہوں نے اسلام، اللہ تعالیٰ اور رسول خدا ملی اللہ علیہ وسلم کی اہماد میں سبقت کی، خدا کی تعلیم کے مطابق دوسروں کو عذاب آفرین سے ڈالنا اور میری رسالت کی تبلیغ کا ذریعہ بت ہوئے۔ رضالیا مظلومت کے اثر سے اسلام قبول کر لیا وہ میرے ساتھ کے ہوئے معابرے پر سدا قائم اور دل سے میری دعوت کے معاون رہے، اس بارے میں وہ یہود اور شرکیین قریش وغیرہ کی خالفت سے بھی ممتاز رہ ہوئے، یہود یونان کی وجہ سے سوہ رشوت اور زریبہ و فروعت میں خدا کی طرف سے حرام کر دہ طریقوں کو چھوڑ کر دنیا کے نفع پر مست رہے ہیں۔ جن کے متعلق ارشاد خداوندی یہ ہے:

فَوَيْلٌ لِّهُمْ مَمَّا كَبَثَ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لِّهُمْ مَمَّا يَكْسِبُونَ (۲۷)

افسوس اس پر جو کچھ ان کے ہاتھ لکھتے ہیں اور افسوس ہے اس پر جو کچھ وہ اس

ذریعے سے کہتے ہیں ۔

اور انصاری نے اس معاملہ میں ان کی موافقت نہ کی، یہودا و رُشرکین قریش وغیرہ نے خدا کے ساتھ دشمنی میں دوسروں کو دھوکا دی اور اپنے قبائل کے لیے بڑا اعمال سے میرے خالقوں کی پشت پناہی کی، انہیں جگلوں پر اکامت رہے، جس کی وجہ سے وہ خدا، رسول اور صالح موسیٰ بن جحش کے دشمن ٹابت ہوئے۔ لیکن انصاری نے میرے خلاف اس قسم کا ارتکاب کجھی نہیں کیا، بلکہ اپنے وعدے پر قائم رہے، مگر مجاز اور سرحد پر میرے قاصدوں اور پسر مسلمانوں کی اعتماد چاری رکھی جس کی وجہ سے وہ میری طرف سے مہربانی، مودت اور مقرر شدہ مراعات کے مستحق تواریخ پائے، میں نے اس وقت بلکہ اپنی زندگی اور وفات کے بعد دونوں حالتوں میں انہیں حقوق مرحمت کیے ہیں کہ جب تک دنیا میں اسلام موجود ہے، اور جب تک ستر میں موجود امن درست رہی ہیں اور جب تک آسمان سے پانی بر سر رہا ہے اور جب تک زمین میں بیانات اگ رہی ہیں اور جب تک آسمان روشنی سے جگتا رہا ہے اور جب تک دن رات کا مسلمان چاری ہے مسلمانوں پر اس عہد کی پابندی لازم ہے، وہ کسی قسم کی اس معاهدہ میں تبدیلی اور کسی یا جو شخص کے مجاز ہیں نہ ان مراعات کی خلاف ورزی کے خلاف امیری امت میں سے جو شخص اس کے خلاف عمل کرے میں اس پر اللہ کی جیزی پیش کرنا ہوں ”وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا“

ان مراعات کے اسہاب تین ہیں ۔

نصاری میں سے چند افراد نے مسلمانوں کی طرف سے امان نامہ کے لیے درخواست کی اور ایسا وعدہ لینا چاہا جو حضور ری ہوان کے دونوں مطالیے میں نے منظور کر لیے۔ مجھے یہ پسند ہے کہ تم میں سے جو شخص میری مانند عصرت میں ہو، وہ کسی قسم کی دست کاری سے کے، اس کے لیے میری □ اور میرے دامیوں کی طرف سے امام و بھی کی جاسکتی ہے سا اور یہ کہ میں اسے ایسا معاهدہ تواریخ دوں جس کی قبول بر مسلمان اور مومن پر واجب ہو، تب میں نے ان کے لیے انترا ری و شیقہ کھدا جو مسلمان با دشاد و شیقہ کا نفاذ ہو سکے، میں مسلمان اور شاہی عمال اور کافروں کا کید کرنا ہوں کہ وہ نصاری کو تکلیف نہ پہنچا کیں اور اس و شیقہ کے نفاذ کا خیال رکھیں، ان کا یہ عمل میری دھوت کے لیے باعث اعتماد ہو گا اور اہل بندب و تکلیف کے لیے رنج و ملال کا موجب، اس سے کسی ذمی کے لیے مسلمانوں پر حرف گیری اور خالقات کا مقصد نہ

رہے، نصاریٰ کے لیے یہ مراجعات اس لیے ہیں کہ وہ معروف پر عمل کریں، مکار اخلاق سے آراستہ ہوں، وسرود کو تکمیل کی ہدایت کریں اور برائی سے منع کریں اور صداقت و حق بھی بھی ہے۔ ائمۃ اللہ تعالیٰ (۲۸)

اس معاملے کا دوسرا نسخہ

بسم الله الرحمن الرحيم امانہ ممّن چاہب محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبید المطلب جملہ  
بنی نوئ انسان کی طرف خدا کے مبھوت کردہ رسول ﷺ جو بیش رومنزی اور احکام خداومدی کے ابلاغ میں  
ائیں ہے:

**لِنَّا لَا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَيْهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرَّسُولِ** (٣٩)

(اللہ نے ایسے رسولوں کو خوشخبری دیئے اور ڈرستا نے والے ہن کر بھیجا)۔

تاکہ رسول آنے کے بعد، لوگوں کی اللہ پر کوئی جھٹ نہ رہے، اور اللہ تعالیٰ حکمت والا غالب ہے  
بیام سید بن حارث بن کعب اور ان کی ملت فرازیہ آبا دکاران شرق و مغرب، بزردیک و دوسری  
عرب نژاد اور عجیب و مشہور اور رکن امام سب کے لیے۔ یہ چریخ نصاریٰ کے لیے رسول اللہ کی طرف سے معقول  
کے طریق پر، ایسے امان نامہ کی صورت میں ہے، انصاف اور معابد یعنی کی حفاظت کی ذمہ داری دی جاتی  
ہے، مسلمانوں میں جو شخص اس امان نامہ کی پاسداری بطور رکن وہ اسلام کا تمثیل اور اسلام کی خوبیوں  
سے بہرہ مند ہونے کا مستحق ہے اور جو مسلمان اس امانہ کو نظر انداز کر کے ان دفعات پر عمل نہ کرے یا ان  
کی مخالفت کا مرکب ہو اور میر سے حکام کا پابند نہ رہے، وہ خدا سے کئے ہوئے بیان سے بھرنے والا، اس  
کی پناہ سے فراری اور رکھت کا مستوجب ہے۔ بادشاہ ہو یا رعیا اس بنا پر میں نے انہیں اپنے اور خدا کی  
طرف سے امان دینے کے ساتھ جملہ انبیاء و اوصیا اور دنیا کے مومنین و مسلمین، اولین و آخرین ہر ایک کی  
طرف سے پناہ دی اس بارے میں وہ بیان سامنے رکھنا ضروری ہے جو خدا نے ہی اسرائیل کو اطاعت و  
ایمانے عهد اور اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ نصاریٰ کے لیے مندرجہ ذیل  
ذمہ داری خود پر ہے۔

امان کے وہ نوں سے ان کی سرحدوں کی حفاظت اپنے گھر سوار اور پیدل، مسلک اور روزگار اور مسلمانوں سے کروں گا۔

- ۲۔ ان پر حمد آور میرے ساتھ معاہدہ ہوں یا حریقی ہوں، مجھ سے تربیت رہنے والے ہوں یا دور میں ہر حالت میں نصاریٰ کا طرف دار ہوں گا۔
  - ۳۔ ان کا طراف کا تحفظ اور ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کروں گا۔
  - ۴۔ ان کے گرد، عبادت خانے، خانقاہیں اور مسافر خانے خواہ وہ پہاڑوں میں ہوں یا کھلے میدان یا تپڑہ و تار غاروں کے اندر ہوں یا آبادیوں میں گھرے ہوئے ہوں یا وادیوں کے دامن اور ریگستانوں میں ہوں سب کی حفاظت میرے ذمے ہے۔
  - ۵۔ ان معاہدین اور ان کے ہم شرپ گروہ کے عقائد و رسم وہب کے تحفظ میں میری ذمہ داری ہے۔
  - ۶۔ یہ لوگ بُنگلی اور بُرجی، شرق و غرب کے کسی حصہ میں کیوں نہ ہوں ان کے لیے میرے ساتھ مسلمانوں کا ہر فردا مان نامہ کا لپا ہندے ہے۔
  - ۷۔ ان پر آسمانی سلطانی میں بھی ان کی امداد میرے ذمہ ہے۔
  - ۸۔ ان کے میری رعایا میں شامل ہونے سے بھی میں ان کا محافظ ہوں اور میرے ساتھ میرے دہ ساتھی بھی، اس میں میرے ساتھ شامل ہیں جو اسلام کی طرف سے مداخلت پر پیدا پڑیں۔
  - ۹۔ کوئی مصیبت ان کا تھا قب کرے ہم اسے ان تک وچھنے نہ دیں گے۔
  - ۱۰۔ ہم اپنی بُنگلی میوں میں انہیں ان کی رشامندی کے بغیر شریک نہیں کر سکتے۔
  - ۱۱۔ ان کے پادری، راہب اور سیاح جن مناصب پر ہیں انہیں معزول نہ کروں گا۔
  - ۱۲۔ ان کی عبادت گاہوں میں بھی مداخلت نہ کروں گا۔
  - ۱۳۔ نہ انہیں مساجد میں تبدیل کروں گا۔
  - ۱۴۔ نہ انہیں مہماں سرائے کے طور پر استعمال کروں گا۔
  - ۱۵۔ ان کے علاوہ حاداً و نہ بھی سربراہ خواہ کھلے میدان یا پہاڑوں میں ہوں، ان پر سے جزیرہ اور سڑاچ دلوں مخالف ہیں۔
  - ۱۶۔ اور ان کے سوا سب پر مندرجہ ذیل شرح پر جزیرہ عائد ہے۔
- (الف) فی کس دو ہم (ب) یا فی کس ایک یعنی چادر (ج) یا فی کس یعنی کا ایک سوتی تھان جس سے مسلمانوں کی امداد اور بیت المال کی تقویت مطلوب ہے اور یہ قم ان مانکنوں کی رضا

مندی کے بعد مقرر رکی گئی ہے۔

۷۔ مندی پہ قبیل طبقات پر (۱۲) درہم سالانہ سے نامندر جزیہ بھی عائد نہ کیا جائے گا وہ بھی اس صورت کا یہے کہ رہباری لوگوں کی رہائش کسی ایک مقام پر ہو۔

(الف) کسان (ب) متعلقہ اشیاء کے بیوپاری (ج) بحری و بری بیوپاری (ہردو)

(د) سونے چاندی اور جواہرات کا لین دین کرنے والے

(ھ) بیتل میں چنے والے مویشی کے سوداگر

۸۔ خانہ بدوش اور وہ لوگ جو عارضی طور پر کسی بستی میں مقیم ہیں، اور ان کے اصل وطن کا

حکومت کو علم نہ ہوا اور راہ گزر سوداگر بھی انہیں لوگوں میں شامل ہیں۔

۹۔ خراچ اور جزیہ دونوں ان لوگوں پر ہیں۔

(الف) مالکان زرعی اراضی پر (ب) مالکان درختان شردار پر

۱۰۔ لیکن مقدار مقرر کرنے میں زیادتی نہ کی جائے اور نہ ایک کسان یا مالک باغات کے

مقابلے میں دوسرے پر زیادہ لگان عائد کیا جائے۔

۱۱۔ ذی کو مسلمان کی حماحت میں جنگ کرنے پر مجبور نہ کیا جائے، وہ ہمارے پناہ گزین ہیں جو

اپنی امان کا عوض ادا کرتے ہیں۔

۱۲۔ جنگ کے موقع پر ان سے گھوڑے اور اسلحہ بھی نہ لیے جائیں، اگر از خود امداد کی

چاہیں تو ان کی مرضی۔ اس حالت میں وہ قابل مدد اور تکمیر و معادضہ کے خدار ہیں۔

۱۳۔ نفراتی کو مسلمان ہونے پر اکاہ نہ کیا جائے۔

۱۴۔ ان سے مذہبی گھنگوں میں احسن طریق سے پیش گلا جائے۔

۱۵۔ انہیں اپنی مہربانی کا سورہ رکھا جائے۔

۱۶۔ ان کی ایسا اونی کا ارادہ نہ کیا جائے، وہ کہیں بھی ہوں۔

۱۷۔ ان کے کسی فرد سے جرم سرزدہ ہو تو مسلمانوں کیان کے درمیان انصاف کیا جائے۔

۱۸۔ جہاں تک ہو سکے فریقین مقدمے میں ملخ کرادی جائے۔

۱۹۔ مجرم ہونے کی حیثیت سے انہیں احسان کے طور پر رہا کر دینا جائے۔

۲۰۔ اور اثبات جرم کی صورت میں ان کی طرف سے جزیا دا کر دینا بہتر ہے۔

۳۱۔ انہیں کسی حالت میں خود سے دور نہ کیا جائے، نذلیل اور نظر امداز کیا جائے، اس لیے کر میں انہیں معافی دے چکا ہوں۔

۳۲۔ محدل و انصاف اور عادی معاملات میں ان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ہیں۔

۳۳۔ ان کی مورثیں جن سے عقد حلال ہے، مسلمان انہیں زبردستی نکاح میں نہ لائیں، ان کی طرف سے انکار کی حالت میں ایسا ارادہ ان کو تکلیف پہنچانا ہے، نکاح تو خوشی سے ہوا جا یے۔

۳۴۔ وہ مسلمان وہنوں جرم ائمہ مراٹیں برابر ہیں۔

۳۵۔ جس مسلمان کے گھر میں فصرافی عورت ہو، اسے اپنے مذہبی شعائر ادا کرنے کی اجازت ہونا چاہیے، وہ عورت جب چاہے اپنے علماء سے مسئلہ دریافت کر سکتی ہے جو شخص اپنی فصرافی بیوی کو، اس کے مذہبی شعائر ادا کرنے سے منع کرے، وہ خدا کی طرف سے ان کو دینے گئے بیشاق کا مقابلہ اور عند اللہ کاذب ہے۔

۳۶۔ اگر وہ اپنی عبادت گاہوں اور خانقاہوں یا قومی عمارتوں کی مرمت کرنا چاہیں اور مسلمانوں سے مالی اور اخلاقی امداد کے طلب گارہوں تو ان کی اعانت کرنا چاہیے، یہ اعانت ان پر قرض اور احسان نہ ہو گی بلکہ اس بیشاق کی تقویت ہو گی جو رسول اللہ نے از را احسان و کرم ان سے کیا۔

**نصاریٰ کی ذمہ داری:**

۳۷۔ نصاریٰ کو مسلمانوں کی جگلوں میں دشمن کا سفیر و راہبر یا معاون و جاسوس اور مشیرہ ہونا چاہیے، ایسا شخص خدا کے نزدیک ظالم، رسول کا بے فرمان اور ایمان سے محروم متصور ہو گا۔

۳۸۔ ان کی وفا داری ان دفعات پر دل سے عمل کرنے پر موقوف ہے، جو محمد بن عبد اللہ رسول اللہ نے ملت فصرافی کے لیے مقرر کر دیں اور جن کی پابندی کے لیے وہ از روئے دین میسوی مکلف ہیں، ان شرائط میں علاویہ یا خیری طریق سے دشمن کا جاسوس یا مسلمانوں کا رقیب ہو اور عبادت خانے بھی شامل ہیں۔

۳۹۔ فصرافی کو ہماری دشمن فوچ کے لیے اپنی مملوک جگہ پناہ یا آرام کرنے کے لیے نہ دینا چاہیے، مہادا وہ تازہ دم ہو کر ہم پر حل کر بیٹھیں اس میں رہنے کے گھر اور عبادت خانے بھی شامل ہیں، یہ انہیں کوئی اور سہارا بھی نہ دیا جائے۔ ہمارے مقابلہ کے لیے اسلی، گھوڑے، آدمیوں یا ان کے سامان کی مرمت بھی اس میں شامل ہے۔

**ان کی طرف سے مسلمانوں کے لیے:**

۳۰۔ صرف ان پر دن رات تین روز کی مہانی لازم ہے ضرورت پر ان کے لیے کارڈے اور سواری کے جانور فراہم کرنا بھی واجب ہے، اس سے نیادہ بھی۔

۳۱۔ اگر دشمن سے لڑائی کے دوران میں کوئی مسلمان کسی فضائل کے گمراہ معدہ میں پچھنا چاہے تو ان کی حفاظت اور خود دلوں کا اہتمام ان کے دشمن سے پوشیدگی وغیرہ بھی نصاریٰ پر واجب ہے۔

۳۲۔ جو فضائل ان دفعات میں سے ایک دفعہ کی خلافت بھی کرے اور یہ حقوق مسلمانوں کے سوا ان کے دشمنوں کے لیے ادا کرے ایسا شخص اللہ اور رسول کے ذمہ سے بری ہے، ان پر ایسے معابدات کی ذمہ داری ہے، جس سے انہیں ان کے راہبوں نے مطلع کیا اور میں نے راہبوں سے اور بربری نے امان کے عوض میں اپنی امت سے جو وعدہ کیا۔ امت پر اس کا ایقاء اور نبی پر امت کی حفاظت واجب ہے ان دونوں میں قیامت تک تحریر و تہذیل بھیں ہو سکتا انش اللہ!

**گواہان:** ۱۔ محمد بن عبد اللہ (جو اس معابدے کے ایک فرقیٰ ہیں اور دوسرا فرقیٰ نصاریٰ ہیں)

۲۔ عقیل ابن ابی قحافہ ۳۔ عمر بن الخطاب ۴۔ عثمان بن عفان ۵۔ علی بن ابی طالب ۶۔ سایہو زر غفاری کے ابو الدرداء ۸۔ سایہو ہریرہ ۹۔ عبد اللہ بن مسعود ۱۰۔ عباس بن عبدالمطلب ۱۱۔ فضل بن عباس ۱۲۔ زبیر بن العوام ۱۳۔ طبلہ بن عبد اللہ ۱۴۔ سعد بن معاذ ۱۵۔ سعد بن عبادہ ۱۶۔ شاہد بن قیس ۱۷۔ زبیر بن ثابت ۱۸۔ زبیر بن ارم ۱۹۔ حرتوس بن زبیر ۲۰۔ زبیر بن ارم ۲۱۔ اسماعیل بن زبیر ۲۲۔ عمر بن مظعون ۲۳۔ مصعب بن جبیر ۲۴۔ ابوالخالیہ ۲۵۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص ۲۶۔ ابوحدیثہ خوات بن جبیر ۲۷۔ ہاشم بن عتبہ ۲۸۔ عبد اللہ بن خفاف ۲۹۔ کعب بن مالک ۳۰۔ حسان بن

۳۱۔ حضرت ابن ابی طالب۔ محرر معادیہ ابن سفیان (۵۰)

ان دونوں معابدوں پر ایک سرسری ای نظر دلتے سے ہی بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کے متون میں روشن بدل اور حجتیف و اشارہ کیا گیا ہے، جس کے یہ لوگ عادی تھے، جب ان لوگوں نے اپنی مدحیٰ کتابوں تک کو حجتیف و اشارے سے بھی بخشنا، تو ان کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معابدات میں تہذیبی کرنا اور انہیں اپنے حسب نشاۃنا کون سا مشکل کام تھا۔

### ان معابدات کا انجام

تاریخ کاریکاریو درست کرنے کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان معابدات کے انجام پر

بھی ایک نظر والی جائے۔

اہل نجران سے یہ معاہدہ حضرت عمرؓ کے زمانے تک برقرار رہا ان دونوں خلافاء حضرت ابو بکر  
اور حضرت عمرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدے کو برقرار رکھا۔ لیکن بعد ازاں حضرت عمرؓ نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے، اس کو مذوکر کردیا، تفصیل درج ذیل ہے۔

### اہل نجران کے لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تجدید امان

بسم الله الرحمن الرحيم يحيى (عبدالله) ابو بكر خليفة محمد رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی  
طرف سے اہل نجران کے لیے لکھی گئی۔

۱۔ ان کی جان، اراضی، قومیت، اموال، حلیف، طریق عادت، پادری، رہاں، عبادت  
خانے، جملہ مقولہ جانشیدا دا پنے گھر میں موجود اور غیر موجود دونوں کے لیے حمایت اور محمد نبی رسول اللہ صلی  
الله علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے۔

۲۔ ان کے پادری اور راہب کسی کو ان کے ملک سے برگشتوہ کیا جائے۔

۳۔ سانچیں حجیہ ایمان نامہ جو محمد نبی (علیہ السلام) نے عطا فرمایا اس پر بھی عمل کیا جائے گا۔

۴۔ اہل نجران پر برداشت کی ہدودی اور خیر خواہی واجب ہوگی۔

گواہان ای مستور دین عمر و از قبیلہ نبی انتمن ۲ عمر و مولی ابو بکر ۳۔ راشد بن عفیف۔

محرر: سعیدہ (۵)

معلوم ہوتا ہے کہ نجران میں کچھ لوگوں نے برخاء و رثیت اسلام قبول کر لیا تھا، اگرچہ انہیں معلوم  
و جوہ کی بنا پر، وہ مرتد ہو گئے تھے، حضرت عمرؓ کو، ان با توں کا علم ہوا، تو انہوں نے اس موقع پر انہیں مندرجہ  
 ذیل خط حجیہ فرمایا:

### نصاری کی نجران سے جلاوطنی سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کی تو شیق

بسم الله الرحمن الرحيم از جاپ امیر المؤمنین هام جملہ باشد گان رعاش

السلام علیکم امیں تھارے سانے خداۓ واحد لاشریک کی حمد بیان کرنا ہوں۔ بعد ازاں یہ کہ  
تم نے اپنے مسلمان ہونے کا اعتراف کیا اور اس کے بعد مرتد ہو گئے، اب بھی تم میں سے جو شخص تو چ  
کر کے اپنی اصلاح کر لے اس کے ارتدا پر مخواخذہ نہ ہوگا اور ہم اس کے ساتھ بہتر سلوک کریں گے، تم

کذہ انعامات کویا دکر لواز خود کو بلاست میں نہ ڈالو تم میں سے جو شخص مسلمان ہو جائے اس کے لیے سلامتی کی خوش خبری ہے اور جو شخص اسلام کی بجائے فضایت قبول کر کے اس پر اکتفا کر لے تو ہمیں اس کی امان سے کوئی سروکار نہیں، بحران میں یہ حکم فضایت کے ماہ صیام کی گیارہویں تاریخ سے مانند ہو گا۔ اور یہ کہیر سے صوبہ دار راجلی نے مذہرات کی ہے کہ

اساوردہ میوں میں جا فرا و میری طرح نادار ہوں مجھے پسند ہے کہ وہ کسی حکم کی صنعت سے کچھ لیں تاکہ میر سے اور میرے عرب داعیوں کے سر سے فخرانی کہلانے والوں کی اعانت کلبارا تھجھائے۔  
 ۲۔ میں نے بھلی کو حکم دیا ہے کہ وہ تم لوگوں سے زینکن کی پیڈاوا رکا نصف وصول کرے۔  
 ۳۔ جب تک قاداری کے ساتھ ہو، میں تمہیں بے دھل نہ کروں گا۔

۴۔ میں نے بھلی کو پا بند کر دیا ہے کہ تم سے نصف پیداوار لے۔

۵۔ جب تک تم وقاری سے رہو میں وہاں کی اراضی تم سے واپس نہ لوں گا۔ (۵۲)

حضرت عفرورقؑ کے زمانے میں جب شام، عراق، فلسطین اور مصر کے علاقے خیز ہو گئے تو حضرت عزؑ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اخراجو اليهود و النصارى من جزيرة العرب (یہود و نصاری کو جزیرہ عرب سے کمال دو) پر عمل کرتے ہوئے، بحران کے بھیسانوں کو بحران میں آزاد رہنے اور شام میں چاکر لایا وہو جانے میں سے کسی ایک بات کا اختیار رہا اور انہیں حرج فرمایا:

حضرت عمر کافر مان نصاریٰ کی نجران سے جلاوطنی پر

بسم الله الرحمن الرحيم از عمرا میرالموشین یا مام الی جوان! تم میں سے جو شخص اللہ کی امانت میں رہنا چاہے اسے کوئی مسلمان خرچیں پہنچا سکتا یہ مسلمانوں کے لیے مدد و نیت صلی اللہ علیہ وسلم او رابد کمر (رضی اللہ عنہ) کا حجیری حکم ہے۔

- ۱۔ میں شام اور عراق کے سرکاری عہدہ فاروں کو حکم دیتا ہوں کہ جغرافی نصاریٰ زراعت کے لیے جس قدر اراضی چاہیں اٹھیں دی جائے اور اس اراضی کی پیداوار خدا کی رضا طلبی کی غرض سے ان پر صدقہ اور اپنے وطن میں ان کی متروکہ اراضی کا بدل ہے۔ زندگانی اگر ان کی پیداوار میں کوئی مسلمان ان سے کچھ وصول کرے یا کسی تم کا تاذان ان پر ڈالا جائے۔
- ۲۔ مسلمان اہل کاروں میں سے جو شخص ان برگزاریوں کی دادری میں کھانا ہی نہ کرے کہ وہ

ہمارے ذی ہیں۔

- ۳۔ میں نے یہ رعنی اراضی انہیں بلا معاوضہ دو سال کے لیے دی ہے۔
- ۲۔ ان میں جو شخص از راه خیر خواہی سرکاری بدیں کچھ دینا چاہے تو اس کے وصول کرنے میں مضاائقہ نہیں، لیکن جرأتان سے کچھ وصول نہ کیا جائے۔

محرر: مجتہد - گواہان اے عثمان بن عفان ۲۔ مجتہد (۵۰)

### ۴۔ از طرف یعلیٰ بن ام سرکاری تحصیل دار متعینہ مجران

از یعلیٰ بن امیہ عمر بن الخطاب نے میری مجران میں تقریری کے بعد میرے نام وصول لگان کے لیے یہ فرمان بھجوایا اور مجران میں کے قریب ہے (۵۵)

نقل فرمان عمر رضی اللہ عنہ

سابقہ غیر مسلم مختود باشدوں کے متزو کر پھل دار درختوں کی پیداوار میں مدد و مدد ذیل شرح لگان ہوگی۔

- ۱۔ جو درخت تارانی یا گرد و نواح کے جمع شدہ میں پہنچے ہوئے پانی سے سچنچ جائیں عمر اور مسلمانوں کے لیے دو تھائی اور ان کے اجارہ داروں کے لیے ایک تھائی۔
- ۲۔ جو درخت چس سے سچنچ جائیں عمر اور مسلمانوں کے لیے ایک تھائی اور ان کے اجارہ داروں کے لیے دو تھائی۔

۳۔ ہم و امراء عمبارانی اراضی کی پیداوار پر عمر اور مسلمانوں کے لیے دو تھائی اور ان کے اجارہ داروں کے لیے ایک تھائی۔

۴۔ جو ہم و اراضی چس سے سچنچ جائے عمر اور مسلمانوں کے لیے ایک تھائی اور ان کے اجارہ داروں کے لیے دو تھائی۔

### ۵۔ اہل مجران کے بارے میں عثمان رضی اللہ عنہ کا حکم صوبہ دار کے نام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَزْعَدَ اللَّهُ عَلَيْهِ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَثَمَانَ وَلَيْدَ بْنَ عَقْبَةَ اسْلَامَ عَلَيْكَ میں تمہارے سامنے خداۓ واحد لا شریک کی حمدیاں کرتا ہوں، بعد ازاں یہ ک مجران کے متفق و راحب

اور کو سایو عراقی میں آئے ہوئے ہیں، وہ میرے سامنے لگان کی شکایت کرتے ہیں انہوں نے مجھے حضرت عمر کا وثیقہ بھی دکھلایا ہے اور مسلمانوں نے انہیں معاملے میں جو تکلیف پہنچائی ہے وہ بھی میرے علم میں

ہے۔

۱۔ میں ان کے جز پر میں تمی مطلع خدا کی رضا طلبی کے لیے کم کرنا ہوں۔

۲۔ نجران میں حضرت عمر نے انہیں جس قدر راضی پر قابض رکھا، ان میں سے ہر ایک کے لیے اتنا ہی رقبہ دیا جائے۔

۳۔ وہ ہمارے ذی ہیں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے رہنے، میری ان کی پہلے سے شناسائی بھی ہے۔

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرسل امان نامہ دیکھ کر اس کے مطابق عمل کیجئے اور یہ امان نامہ مجھے واپس کر دیجئے۔

محرر: حمران بن المان | ۱۵۔ شعبان ۲۷ھ (۵۶)

## ۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اہل نجران کے وثیقے کی تجدید

بسم الله الرحمن الرحيم يحرر عبد الله على بن أبي طالب امير المؤمنين كى جانب سے اہل نجران کے لیے ہے یہم نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجری امان نامہ دکھلایا، جس کی رو سے تمہاری جان اور مال کی ذمہ داری لی گئی ہے۔ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر و عمرؓ تینوں کی ہجری پر عمل پہلا ہوں اور ہم دیتا ہوں کہ جو مسلمان تمہارے ہاں وصول تحصیل کے لیے جائے تمہاری جان و مال کی حفاظت کرے۔ مہادا وہ یہم پر علم کرے اور تمہارے حقوق کم کر دیجے کی صورت میں حفظیں ڈالے۔

محرر: عبد الله بن أبي رافع | ۱۰۔ جمادی الآخر ۳۷ھ (۵۷)

اس طرح نجرانیوں کی جلوطفی کے بعد بھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معاهدہ بدستور زیر عمل رہا، اور میساں یوں کے لیے حفاظت اور احترام پرمنی عمل کا ذریعہ رہا۔

۷۔ مستشرقین یورپ کا پیش کردہ امان نامہ حضرت عمر کا تحریر کر دہ

مستشرقین نے جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے

ایک معاهدہ پیش کیا ہے، جس کے دو سوون اوپر دیئے جا چکے ہیں۔ اسی طرح، انہوں نے حضرت عمرؓ کی طرف سے سیکھان عالم کے لیے درج ذیل امان نامہ پیش کیا ہے:

من جانب عمر برائے سیکھان مائن و فارس بحوالہ تاریخ النسطورینی (در محمدنا لیفات اساقمہ، اہل شرق جلد ۱۳ صفحہ ۶۲۳، ۶۲۹)

حضرت ابو بکرؓ کی رحلت پر عمر بن الخطاب امیر ہوئے، جنہوں نے بہت سے شریفؓ کیے اور مختصر علاقہ جات کے باشندوں کی حالت کے مطابق ان پر لگان تقریباً محاوا یہ بن ابو سلمیان کے عہد تک مکمل شرح لگان رہی۔

حضرت عمر کے حضور چالیں کے درباری المشعیب حاضر ہو کر نصاریٰ کے لیے تحریری امان نامہ کا پیش ہوا اور عمر نے اسے مندرجہ ذیل وثیقہ عطا فرمایا۔

از امیر المؤمنین عبد اللہ عمر بن الخطاب برائے باشندگان مائن و بہرہ شیرہ چالیں پہلوں خلفاءٰ گوششین اور سعرا شخصیں کے سفر نے یہ مراعات سنیہ رسول اللہ اور حضرت ابو بکرؓ کی اقتداء میں لکھوا ہیں جن کے مطابق ان افراد کی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا ہے جو مسلمان ان احکام پر عمل ہیڑا ہو، وہ اسلام پر قائم اور اس کا اہل ہے اور جو مسلمان میرے ان احکام کی خلاف ورزی کرے، وہ عہد خداوندی کا توڑنے والا اور ان کی ذمہ داری سے اغماض کرنے والا ہے۔

#### مراعات یہ ہیں

۱۔ میں حبھیں تمہاری جان، مال، اہل و عیال اور آبرہ و ہر ایک پر اللہ کے عہد و بیان اور اس کے انبیاء و اوصیا اور ولیا اور مسلمانوں کی ذمہ داری و بیان ہوں؛ یہ کہ میں ہر قدم پر تمہاری امداد کا ذمہ دار اور تمہارے دشمن کو تم سے دور رکھ کاپا بذریوں گا، اس میں میرے وہ مسلمان اعیان و انصار بھی شامل رہیں گے جو مسلمان کی حمایت میں سر بکف رہ جے ہیں۔

۲۔ میں حبھیں اپنی چکلوں میں ہر قسم کی تکلیف و شرکت سے منٹھی کرنا ہوں، اس بارے میں جر وا کراہ ہرگز نہ ہوگا۔

۳۔ تمہارے پادری اپنے منصب سے معزول نہ کیے جائیں گے۔

۴۔ اس اور تمہارے رکھیں بھی اپنے مناصب پر رہیں گے۔

۵۔ تمہاری عبادت گاہیں اور خانقاہیں مسماں کی جائیں گی، نہ انہیں مساجد اور مسلمانوں کی

اتامت گاؤں میں تجدیل کیا جائے گا۔

۶۔ تمہارے سفر پر کسی قسم کا بکیس نہ ہو گا۔

۷۔ تمہارے کسی فرد کو مسلمان ہونے پر مجبور نہ کیا جائے گا، بلکہ قرآن: لَا اخْرَأْهُ فِي الدِّينِ فَلَتَعْلُمُ الرُّشْدَ مِنَ الْفَلَقِ (۵۸) اسلام قبول کرنے میں زبردستی نہ چاہیے، بدعت اور گمراہی کا فرق معلوم ہو چکا ہے۔ لَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابَ إِلَّا بِالْبُلْيُّ هُنَّ أَحْسَنُ (۵۹) اہل کتاب کے ساتھ احسن طریق سے مکنگلو کرو۔

۸۔ تم پر ظلم کرنے والے کو روکا جائے گا، ان دفعات کی خلاف ورزی کرنے والا مسلمان بیانی خداوندی اور نجم کے عہد کا خالف ہو گا۔ کویا اس نے خدا کی طرف سے دی گئی ذمہ داری اور اس وعدے کے خلاف کیا، جس کے مطابق نصاریٰ کی جان کی حفاظت اور ان پر ظلم و زیادتی کی راہ میں حاصل ہونا لازم تھا اور ان کے طرف دار دین کے حامی و ناصر شمار ہوں گے اور بریاست کی طرف سے نصاریٰ پر یہ شر انکا ذرا جب ہیں۔ اس وہ ہمارے حربی کے سامنے باخثیہ کسی طریق پر ہماری مجری نہ کریں۔ ۲۔ اس کو اپنے ہاں پناہ نہ دیں تاکہ وہ موقع پا کر ہم پر اچاک حملہ نہ کیتھے۔ ۳۔ ساطر و گھوڑے اور آدمیوں سے اس کی امداد نہ کریں۔ ۴۔ اور ان سے کسی قسم کا محابہ نہ کریں۔ ۵۔ مگر مسلمان کے لئے اپنے ہاں چھپنے میں اعانت اور ان کی رسود و طعام کی خود پر ذمہ داری سمجھیں اور ایسے موقع کا ہمارے دشمن کے سامنے اٹھا رہ کریں۔ مباداً کسی وفعی کی حالت کی جائے اس سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری قسم ہو جائے گی۔ ان تمام مواد میں اور وعدوں کی ذمہ داری ان پر اچب ہے، جو میں نے (ان کے) پادری اور رہبان پر عائد کیے، جیسا کہ خدا اور نبیوں سے ہر موقع و محل میں ایمان کے ساتھ ان سے ایفا کا وعدہ لیا۔ اسی طرح میں ان کے مخلوق خود پر عائد شدہ شر انکا پابند ہوں اور میری طرح مسلمان بھی اکیونکو وہ ان شر انکا سے گاہ ہوچکے ہیں ان شر انکا کی پابندی ہم پر رہتی دنیا انکا عائد ہے۔

گواہان: اے عثمان بن عفان ۲۔ مخیرہ بن شعبہ ..... تاریخ تحریر ۱۷۴ھ (۴۰)

## ۸۔ جعلی فرمان ہائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم برائے نصرانیاں

ڈاکٹر محمد حیدر اللہ مرحوم نے بیرونیوں کے چار کروہ جعلی امان ناموں کے ضمن میں دو مزید امان نامے پیش کیے ہیں کی تهدید کے طور پر مرحوم نے لکھا ہے۔

رائم الحروف محدثینہ ذیل مکون اور شہروں میں بارہا گیا، شام میں، مصر میں، مادنا، انہر، عراق اور ہندوستان میں اچھاں اپنے مقالہ متعلقات کی علاش اور تأخذ کے مطالعے سے مستفیض ہوا، یورپ کے ان کتب خانوں میں شرق کے متعلق وہاں کا لٹرچر پڑھا۔

(الف) پیرس میں (ب) لندن میں (ج) روما میں (د) لینڈن میں

جن میں وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ عام ہے، بخوان ”نبی الاسلام ہام فرق الصاری“ اور اسی طرح خلافتے راشدین، خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر بن الخطاب کے فرائیں بھی عام ہیں ان وہاں کو فرائیں کے نقل و حمل میں ہم نے اپنی پوری قوت صرف کردی اس لیے بھی کہاں میں اسلام اور اس کے خلاف فرقوں کے درمیان باو جو دو خلاف عقائد کے الفت اور اتحاد کا پیغام ہے، ان پنجہوں سے رائم مؤلف کو اس قسم کے فرائیں ۱۵-۱۶ کے قریب دستیاب ہوئے۔

مگر جب ہم نے ان حجریوں کا جائزہ لیا اور ان تأخذ سے حاصل شدہ وہاں کا مشہور و متدال کتب اسلام سے مقابلہ کیا تو نہ صرف انہیں سیاق و سبق عبارت، بلکہ اس مضمون میں بھی کتب محدثوں کے فرائیں سے مختلف پایا، کہیں بے جا کی ہے اور کہیں بے محل اضافہ یا بوجوہ کہاں اور اُن (تأخذ) محدثوں کے فرائیں کے مبالغ ایک ہی ہیں، جس سے ہم گونہ مشکل میں الجھ گئے کہ دونوں (تأخذ) میں سے کس کی تصدیق کریں اور کس سے اثکار۔ اسی اثناء میں معلوم ہوا کہ آرمینیہ کا یک یکھوک پادری نے اپنے آخری عہد زندگی میں آستانے میں ایک خط بھجوایا، جسے دارالاسلام کے موقع رسالوں نے شائع کیا اور ان سے رسالہ ”احوال“ نے اسی سال میں (اپنے) عدو ۸۹۳ میں بیت ۲۶ شعبان ۱۹۰۶ء میں نقل کیا اب ”احوال“ کے حوالہ سے یہی خط کچھ عرضے بعد رسالہ (موقع) ”روعتہ العارف“ نے اپنے پہلے سال کی جلد اول کے ۲۳ ایں نمبر میں اس ۲۹۵۲۸۹ پر نقل کیا، جس کا عنوان ہے ”عہدة محظوظ اخْرَى الْمُلْك انصارِي“ (جسے ہم اس خط کی تختیہ سے پہلے ذیل میں نقل کرتے ہیں)۔

بسم الله الرحمن الرحيم محدثینہ ذیل و شیقہ اور اس کے شرود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملت فصرائیہ کے لیے ہیں، جن میں ان کے تارک دنیا درویش اور پادری بھی شامل ہیں۔ یہ وثیقہ مدینے میں اس (وثیقہ) کے آخر میں کہی ہوئی تاریخ کے روز لکھا گیا ہے، کاتب معاویہ بن ابوسفیان ہیں اور جس مجلس میں لکھا گیا اس میں کہی صحابی بطور گواہ کے بھی موجود ہیں جن کے نام ۲۷ میں دیئے گئے ہیں۔ یہ وثیقہ محمد رسول اللہ نے لکھا یا جو تم بنی ۲۷ م کے لیے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ امامت کی

دولت بیشروندگی ہیں۔ اس و شیقے سے یہ مقصد ہے کہ خداوند عالم کی طرف سے ایک ایسی دستاویز وجود میں 2 کے، جو اطراف عالم میں شرق و غرب کے نصاریٰ کے لیے کارامہ ہو، عام اس سے کروہ فخرانی عرب نہ ہو، عرب کے قرب و جوار کے باشندے ہوں یا دور دراز کے رہنے والے، تاریخ عالم میں ان کا وجود معروف ہو یا غیر معروف کے باشندوہ خدا کی امانت ہیں۔ یہ شیقان کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بے شمار مراعات کی سند ہے، جس میں ان (فاراندوں) کے لیے عدل اور امن کی ذمہ داری ہے۔ مسلمانوں میں سے جس کی نے اس و شیقے کی شرعاً کی پابندی کی، وہ اسلام کا پابند اور اس کی تعلیم کا حامل ہوا اور جس مسلمان نے یہ شرعاً نظر انداز کر دیئے یا ان کی مخالفت کی اور غیر ممکن کے ساتھ ہو کر ان (نصاریٰ) کے خلاف ہم نوا ہو، ایسا شخص کسی درجہ کا مسلمان یا مومن کی مگر وہ خدا کے عہد و بیان سے پھرنے والا ہے۔

از مؤلف: ان لفظوں کے بعد وہی مضمون ہے، جو و شیقہ نمبر ۷۹ میں ہے، گواہوں کے ناموں کے سوا (۱۔ سجزہ، ۲۔ عبد اللہ بن عباس، ۳۔ معاویہ) اور اس (بیان) کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

کاتب: معاویہ بن ابی سفیان بالفاظ رسول اللہ پروزہ و شنبہ ۲ حمدیہ علی صاحبها الفضل

السلام و كفى بالله شهيدا على ما في هذا الكتاب والحمد لله رب العالمين (۶۱)

ڈاکٹر محمد حیدر اللہ نے اس پر یہ تحریر کیا ہے:

اس و شیقے میں حزرہ کی گواہی مصروف ہے، چہ جائے کہ وہ من حجری یعنی ۸۰ ہے ایک سال پہلے (۳) حدیث شہید ہو گئے۔

۲۔ اور معاویہ ہی بھائے ۸ ہمیں فتح کدر کے روز اسلام لائے۔

۳۔ تیرے گواہ عبد اللہ بن عباس ہیں جو حجری کے سال سن ۲ ہمیں عمر کے ساتویں سال میں تھے۔

جو و شیقے ہم نے بعض مخطوطات (قلمی) میں دیکھا ان میں سے کچھ و شیقہ ہمارے کتب خانہ میں بھی ہیں ان کے آخر میں مرقوم ہے کہ یہ (سب) اس ایک خطی نسخے نقش کے لئے گئے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲ ہمیں علی بن ابی طالب کو اپنے لفظوں میں الماکرائے اور اس وقت ان خطی نسخوں کے نقل مدد بجہ ذیل کتب خانوں میں موجود ہیں۔

آخر یہو اسلطان میں ۲۔ طورینا کے معبد بیود میں ۳۔ جبل زبون کے ایک رہبان کی ملک

میں! جن کا حرف اول یہ ہے یہ امان نامہ اور بیانِ نصاریٰ اور ان کی بستیوں کے لیے ہے جس کے مطابق ہماری طرف سے ان کی خاتمت اور گھبہ اشت کی خاتمت ہے اس لیے کروہ (عیسیٰ علیہ السلام) کے بعد نی ۶م میں خدا کی امانت اور لوگوں پر چھتے ہیں، جو حضرت عیسیٰ کی بخش کے مکر ہوں، رسول اللہ نے اس وثیقہ کو خدا نے عزیز و حکیم کے حکم سے ان کی خاتمت کے لیے نافذ فرمایا اور اپنے نائیں کو اس فرمان کی قبیل کا پابند فرمایا، یہ کہ ہر نصرانی کے ساتھ حاس وثیقہ کے مطابق اچھا برنا د کیا جائے وہ دنیا کے کسی کو نے، عرب، عجم، مشہور و مکام جگہ اور بجروہر میں کیوں نہ ہوں، میرے ہر ایک نائب اور ولی پر اس وثیقہ سے تمکن لازم ہے اور ان میں سے جو شخص اس وثیقہ کی خلاف ورزی اس میں کمی یا زیادتی کرے، ہر صورت وہ عہد خداوندی کا ناقص اور اس کی امانت میں داخل امداز ہے اور یا مسلمان خدا کی لعنت کا مستو جب ہے

بسم الله الرحمن الرحيم يامان ناصوت نصارىٰ اور اس کی بستیوں کے لیے ہے۔

۱۔ میری طرف سے ان کی امان اور عدم تعریض کی خاتمت ہے، اس لیے کروہ حضرت عیسیٰ کے بعد نی ۶م میں حضرت عیسیٰ کی یادگار اور خدا کی امانت ہیں تا کہ غیروں کے لیے حضرت عیسیٰ کی بخش کے خلاف عذر رہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امان نامہ خدا نے ہر توا لا کے فرمان کے مطابق اپنی بہت کے طور پر انہیں پر کیا اور اپنے بعد اپنے تمام نائیں کو مکلف فرمایا کروہ ہر ایک نصرانی کے ساتھ حسری کے مطابق بہتر برنا د کریں اور دنیا کے کوئے کوئے میں عرب و عجم، مشہور و مکام، بجروہر جگہ اور ہر طبقہ کے سامنے جو میری نبوت کا تائیں ہے، اس عہد نامہ پر قبیل کا اعلان کر دیں۔ اس عہد نامہ کا خلاف اور اس کی کسی وفعہ کا ناقص اور و غص جو اس کے کسی جزو کو عملانظر اداز کر دے، اس نے خدا کے عہد و بیان کی خلاف ورزی کی اور اس کی امان میں داخل امداز ہوا یا مسلمان خدا کی لعنت کا مستو جب ہے!

از مؤلف: ماٹی الفاظ حذف کرنے کے بعد، جو اسی امداز میں ہیں ان میں سے بہت سے الفاظ و مطالب مکتب نبوی نمبر ۷۹ کے مطابق ہیں مگر یہ کراس فرمان (ج) کے گواہوں میں ان گواہوں کے نام ہیں (۱) حمزہ (۲) عبداللہ بن عباس (۳) محاویہ۔

محرر: محاویہ بن ابو سفیان بہ الماقظ فرمودہ رسول اللہ، تاریخ: ہر روز دو شنبہ درخت نہ ماچہارم از ۲۷ مقام مدینہ علی صاحبہا انقلال السلام و کفی باسمہ شہیدا۔ یہ ہیں اس وثیقہ کے یقین الماقظ اضافات از کتاب روایتہ المعارف با خلاف و ترسیب مفہوم، مگر ہمارے نزدیک ہنذ کرہ الصدر تین نحوں کے سماچھی مخل وہ ہے، جو نصاریٰ ہی کافر قدیم تقویہ بیان کرنا ہے یہ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

نے (مکہ) جبریل مطران سریانی کو شمول قبلي نصرانیوں کے ایک امان نام عطا فرمایا جس (امان نامہ) کے لفاظ اس کوئی نہ کے مطابق ہیں جو معاویہ کی طرف مذوب ہے اور اس فرقہ (سریانی) کی خلافہ دری الرعنان متصل ماردین (مقام) میں محفوظ ہے بالفاظ ذیل!

یہ امان نامہ ہے مگن جانب نبی اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم): برائے فرقہ بائی نصرانیان ذیل ا۔ قبلي ۲۔ سریانی یعقوبیہ آباد کاران مصر ۳۔ و برائے ہند نصرانیان روئے زمین یہ امان نامہ میری طرف سے ہے، تمام گرونوں اور قبطی امان کے لیے خداوند عالم کی طرف سے ان کے ساتھ بلند ہے ہوئے پیش اور رعایت کی صورت میں۔ وہ روئے زمین میں خدا کی امانت اور انجیل و زیورو تو رات کے محافظ ہیں تا کہ اس کی وجہ سے ان پر خدا کی گرفت نہ ہو، یہ وثیقہ خدا ہی کے حکم کے مطابق ان (نصاریٰ) کے حق میں وصیت اور رحمت کی غرض سے اس طرح لکھا گیا کہ رسول اللہ نے معاویہ سے فرمایا کہ ان کے لیے میری طرف سے امان نامہ حیر کر دو تا کہ مسلمان ان کے بارے میں مطلع ہو جائیں (علی حد القياس) اور میر سے نسبین و عمال و وزراء اور مسلمان بادشاہ و علماء فتحیاء میں سے جو شخص میری ہدایت پر عمل کر فرض سمجھے اسے میر سے نٹھا کا علم ہو جائے۔

از مؤلف۔ تذکرہ الصدر لفاظ کے بعد یہ مضمون اپنے سے اوپر والے عہد ناموں کے مطابق ہے سوا بعض اضافات و زیادات کے رہا وہ امان نامہ جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارم کے ساتھ کیا تو اس کے لفاظ و مطالب فرقہ یعقوبیہ کے اس معاہدے کے مطابق ہیں جس کا تمذکرہ اوپر ہو چکا ہے (قد رے اختلاف کے ساتھ) اسی لیے اس معاہدے کی نقل ضروری نہیں۔ (۴۲)

## ۵۔ نبی اکرم □ کے دوسرے عیسائی حکمرانوں کے نام خطوط

ہماری یہ بحث نامکمل رہے گی اگر ان خطوط کا ذکر نہ کیا جائے۔ جو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) طرف سے مختلف عیسائی حکمرانوں کو حیر کئے گئے ان خطوط کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ ہر قل بادشاہ روم کے نام تسلیخ خطوط

بسم اللہ الرحمن الرحيم از محمد عبد اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمام ہر قل "عظم روم" سلامتی ہے ملائی ہدایت کے لیے اعدادیں ایں جیسیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اگر تم اسلام قبول کر لوقت میں کافی تعریض نہ ہو گا اور عند اللہ بھی دو گناہ جر ہے ساتھا کی صورت میں تم پر دہرا لارکھی ہے اپنے اور رسیت کے لئے کارکایا

أَهْلُ الْكِتَابَ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سُوَاءٌ بَيْتًا وَبَيْتُكُمْ أَلَا تَعْبُدُ أَلَّا اللَّهُ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ فَيَنِّي وَلَا  
يُؤْجِدُ بِعُطْسَنَا بَعْصًا أَرْبَابًا مِنْ ذُوْنِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَلَنْزُلُوا إِنْهُمْ لَوْا بِالْأَنْسَابِ مُسْلِمُونَ (٢٣) اے  
اہل کتاب! ہم ایک اصول پر مبنی ہو جائیں کہ خدا کے سما کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کے ساتھ کسی کو  
شریک نہ گرانیں کوئی ہم میں سے انسان کو خدا نے اگر وہ یہ اصول تسلیم نہ کریں تو ان سے کہہ دو کہ  
جانو اور تھارا کام مگر گواہ رہتا کہ ہم تو مسلمان ہیں۔  
اس سلسلے کا دوسرا خط حسب ذیل ہے۔

”وَرَمَّحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ ہمام ”صاحب روم“ میں تھارے سامنے اسلام کی دعوت  
پیش کرنا ہوں اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو مسلمانوں کے مقاوا درکائیں دونوں کے حصہ رہوں گے اور انکار  
کی صورت میں جزیرہ دینا ہو گا یہ خدا کا حکم ہے۔ قَاتَلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالنُّورِ وَلَا  
يُخْرِجُونَ نَفَخَرُمُونَ نَفَخَرُمُونَ نَفَخَرُمُونَ نَفَخَرُمُونَ نَفَخَرُمُونَ نَفَخَرُمُونَ نَفَخَرُمُونَ  
الْجِزِيرَةَ عَنِ تَبَدُّلِهِمْ ضَاغِرُوْنَ (٢٤) اہل کتاب میں سے جن لوگوں کا یہ حال ہے کہ دنہ خدا پر (سچا)  
ایمان رکھتے ہیں دن آخرت کے دن پر ان کا ایمان ہے نہ ان چیزوں کو حرام کھجھتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی کتاب میں) حرام ٹھہر دیا ہے اور نہ پیچے دین پر عمل ہیرا ہیں تو  
(مسلمانوں) ان سے بھی بھی بھی کروہ اپنی خوشی سے جزیرہ دینا قبول کریں اور حالت ایسی  
ہو جائے کہ ان کی سرکشی نوٹ جائے۔

قیصر روم کا جاہب بخشور احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جن کے ظہور کی بشارت میتی نے بھی  
دی اہم چاہب قیصر روم جاہب کافر مان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کے قوں سے صادر ہوا میں آپ  
کے رسول ہونے کا اقرار کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارت میتی بن مریم نے بھی انجیل  
میں دی۔ میں نے تمام اپنی روی رعیت کو آپ پر ایمان لانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا اگر  
وہ آپ پر ایمان لے لے تو ان کے لیے کتنا اچھا ہوتا ہے صاحب کاش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خدمت میں باہر لاب ہو سکوں اور آپ کے قدموں کو دھووں (٢٥)

### ۳۔ حاکم مصر موقوس کے نام نامہ مبارک

ای طرح کا ایک نامہ مبارک حاکم مصر موقوس کے نام بھی لکھا گیا، جس میں اسے اسلام لانے

کی دعوت دی گئی۔ اپنے کاظم دھیر کلپنی لے کر گئے تھے، یہ حکمران بھی عیسائی مدوب رکھتا تھا، اس خط کی عبارت درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَزْمَعْمُوْلُ عَبْدَهُ الرَّحْمٰنِ عَبْدَهُ الرَّحِيْمِ  
اتَّقِ الْهَدَىٰ اِنَّمَا تَمْهَارُهُ سَعْيَ اِلَّا اِنَّمَّا تَمْهَارُهُ سَعْيَ اِلَّا اِنَّمَّا تَمْهَارُهُ سَعْيَ  
تَعْرِضُ نَفْسَهُ اَوْ عَنِ الدِّينِ حَمْدٌ لِّلّٰهِ حَمْدٌ لِّلّٰهِ اَمَّا مَنْ يَرْجُوْنَ  
هُوَكَيْفَيْةَ اَهْلِ الْكِتَابِ تَعَالَى عَنِ الْكِتَابِ اَكْلَمَهُمْ سَوَاءَ بَيْتًا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَا نَعْبُدُ الاَللّٰهُ وَلَا نَشْرُكُ بَهُ  
شَيْءًا وَلَا يَسْخُذُ بَعْضًا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ فَانْتُولُوا فَقُولُوا اَشْهَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُونَ  
(۲۵) (اے پیغمبر) ان سے کوکر اے اہل کتاب آؤ ایسی بات کی طرف رجوع کرو جو ہمارے اور  
تمہارے درمیان کیساں مانی جاتی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی پیغمبر کو اس کا شریک نہ  
کہہ رکیں اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو (اپنا) مالک نہ سمجھے پھر اگر وہ ایسی سیدھی اور پچی بات  
ماننے سے بھی منزوس ہیں تو (مسلانو) ان لوگوں سے کہہ «کرم اس بات کے گواہ رہو کر ہم تو ایک ہی خدا  
کو مانتے ہیں» (محمد رسول اللہ) (۲۶)

جواب مقتضی بکھورنی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بخدمت محمد بن اللہ۔ من جانب مقتضی سلام کے  
بعد عرض گزار ہوں کہ آپ کاظم پڑھا آپ کی تحریر اور دعوت دونوں کا مضموم سمجھا، مجھے معلوم ہے کہ آنے والے  
نبیوں میں سے ایک نبی باقی ہے مگر میرے علم کے مطابق اس نبی کاظم پر شام سے ہوا جائیے میں نے آپ کے  
سفریوں کی تعظیم کی اور ان کے ہاتھوں مدد بیہہ ذیل تحقیق بھوارہ ہوں لائف: دو ایسی لوکیاں اجمن کی قبیلوں  
میں بے حد منزلت ہے۔ بہ پوشاک کے لیے ایک تھان۔ تھان سواری کے لیے ایک پھر سلام (۲۷)

### ۳۔ تبلیغی دعوت نامہ بنام مقتضی (دوسری انسخہ)

من جانب محمد رسول اللہ بنام صاحب مصر و مکدریہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز  
فرما کر مجھ پر قرآن نازل فرمایا ہے مجھے لوگوں کو جنت کی بنا بر اور دوسری سے ڈالنے کا حکم دیا ہے اور یہ  
حکم بھی فرمایا ہے کہ جب تک کفار اسلام قول نہ کر لیں ان کے ساتھ مقامِ جاری رکھوں۔ میں حبیب  
خدا کے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں جس دعوت کے قول کرنے پر تم سعادت سے ہبرہ مند ہو  
گے اور انکار پر مشقا و موت سے دو چار سلام (۲۸)

ازطرف متوقّع بخدمت رسول اللہ پر نہ و مگر باہم الحکم من جانب متوقّع بخدمت محمد۔ اپ کا مکتوب پہنچا اور راس کاٹھوں سمجھا، اپ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپ کو مہوش فرمایا، بلکہ مرتبہ پختا اور اپ پر قرآن نا زل فرمایا۔ مگر اپ کی بخشش کے متعلق ہم نے اپنی کتبوں میں تجویز کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کرنے میں اپ بچے ہیں اگر میں اتنی بڑی سلطنت کا سربراہ ہو تو اپنے علم کی ہاتھ پر اپ کی صداقت پر ایمان لانے میں سمجھت کرنا، بے شک اپ خاتم الانبیاء و سید المرسلین اور امام المحتین ہیں اسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ اپ یوم ۲ ذریت (۴۹)

متوقّع نے انحضور مصلی اللہ علیہ وسلم نامہ مبارک کا بہت احترام کیا، وہ حضرت وجہؑ کے ساتھ بھی ادب والہرام سے بیش اگلے و بھی میں انحضور مصلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند تھانے کی بھی ارسال کیے۔ جن میں دو کنیزیں بھی شامل تھیں۔ ان میں سے ایک کنیز حضرت ماریہ قبطیہ (رک ہاں) حرم نبوی میں داخل ہوئیں اور امام المؤمنین کا اعزاز پایا، حضرت ابراہیم انہیں کلپن سے تھے۔ دوسرا کنیز حضرت سیرین اپ نے حسان بن ثابت کو دیس، جوان کے ایک صاحبزادے کی ماں بیش، لیکن خود متوقّع نے اسلام قبول نہیں کیا۔

## ۵۔ حاکم دمشق حارث غساني کے نام نامہ مبارک

ای زمانے میں اپ نے ایک والا نامہ حاکم دمشق حارث بن شرعیانی کے نام بھی لکھا، یہ بھی عیسائی مذہب رکھتا تھا جسے خجاع رضی اللہ عنہ بن وہب اسدی اس کے پاس لے کر گئے ساس نامہ مبارک کے الفاظ یہ ہیں: ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدُ اللَّهُ كَرَبَّ الرُّسُولِ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے حارث بن شرع کے نام، سلام ہوا شخص پر جس نے ہدایت کی خود وی کی اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور راس کی تقدیق کی۔ میں تجھے اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پر، جو کہتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ایمان لے، تیری سلطنت باقی رہے گی“

حارث نے انحضور مصلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک سناتو بہت خفاہو اور کپاہو کوں شخص ہے، جو میرا ملک مجھ سے چھین لے گا؟ میں خود وی اس کی طرف جانے والا ہوں پھر اس نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور تیصر روم کے نام بھی اسی مضمون کا خط لکھا، مگر تیصر نے اسے جواب دیا کہ وہ اپنا ارادہ ملوکی کر دے، چنانچہ اس نے خجاں کو بدلایا اور ایک سو منتظر معا اپ کی مذکیسا اور اپ کی خدمت میں سلام کہلا بھیجا، مگر

خود اسلام نہ لایا۔ (۷۰)

## ۶۔ ضغاطر الاسقف کے نام نامہ مبارک

ان کے علاوہ آپ نے ایک گرامی نامہ ضغاطر الاسقف (غافل پا لائے روم) کے نام بھی لکھا، جس کا مقصد نامعلوم ہے۔ اس کے جواب کا بھی علم نہیں ہوا کہ اس کا مضمون درج ذیل ہے: الی ضغاطر الاسقف! اسلام اس شخص پر جو مومن ہے بعد ازیں عیسیٰ بن مریم روح اللہ ہیں اور خدا و مدد عالم کا وہ گلہ ہیں جو خدا نے پا کے فرش مریم میں التافر میا، میں ایمان لایا ہوں اللہ تعالیٰ پر و ما انزل اللہ علی ابراہیم و اسماعیل و اسحق و بعقرب و الاصباط و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ و ما اوتی النبیون من ربهم لانفرق بین احد هم و نحن له مسلمون (۷۱) مسلم اوتی کوہ مہار طریق تو یہ ہے کہم اللہ پر ایمان لائے ہیں قرآن پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر بازی ہوا ہے ان تمام علمیوں پر ایمان لائے جو ابراہیم کو حاصل کی اسحاق کی، یعقوب کو اور اولاد یعقوب کو دی گئیں۔ میران کتابوں پر جو مومنی اور عیسیٰ کو دی گئی تھیں اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان تمام علمیوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو دنیا کے تمام نبیوں کو ان کے پورا دگار سے ملیں، ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی دوسروں سے جدا نہیں کرتے (کاسے نہ مانیں باقی سب کو مانیں یا اسے مانیں مگر دوسروں سے مسکر ہو جائیں خدا کی بچپانی کیں بھی ہوا و کسی پر بھی آتی ہو) ہم خدا کے فرمां بردار ہیں یا اور سلطنت کا مستحق وہ شخص ہے جو خدا کی طرف سے دی ہوئی ہدایت کو قول کرے۔ (۷۲)

تلخ نامہ ہمام جلد بن اسٹم الخسائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد بن اسٹم الخسائی کے نام بھی، ایک گرامی نامہ بھیجا اس نے جواب آنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اکابر کیا، مگر بعد میں مردہ ہو گیا، حضرت عمرؓ کے زمانے میں دوبارہ مسلمان ہوا۔ (۷۳)

## ۷۔ عیسائی خاتون کے مسلمان ہو جانے پر، ان کی بطور زوجہ مبارک قبولیت

عیسائی عوام اور عیسائی تحریر انوں کے ساتھ، ان رو ابط کے ساتھ ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی خاتونوں کے ساتھ مراسم پڑھانے اور انہیں اسلام کے قریب ترلانے کے لیے، ایک عیسائی خاتون کے مسلمان ہو جانے پر، انہیں اپنے کاشا نہ مبارک میں بطور بیوی (ام ولد) داخل فرمایا۔

خوش قسم خاتون حضرت ماریم قبطیہ ہیں۔

### ابتدائی حالات

نام حضرت ماریم بنت شمعون القبطیہ مصر سے تعلق تھا، ان کی قوم قبطی تھی، جو صرف قدیم کی ایک بخراں قوم ہے۔ **حضرت ﷺ** نے ۶ میں متوقس شاد مصر کے نام ایک نامہ مبارک لکھا، جسے ماوراء حلبی حضرت حاطب بن ابی بخشلے کر گئے۔ متوقس نے اسلام تو قبول نہ کیا، البتہ ۶ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حسب ذیل تھا کہ بھجوں کی یہی خواہشات کا اٹھارا کیا (۱) دو خارماں (۲) حضرت ماریم، حضرت سیرین (۳) ایک خادم اور ان کا بھائی (فضیل) مالور (۴) بزرگ مختار سن (۵) میں زم کپڑے (۶) ایک پھر (الدلل) اور (۷) عفیر یا بیٹھور رائی گدھاں حضور ﷺ نے یہ تھا کہ قبول فرمائے۔ راستے میں حضرت حاطب نے ماریم قبطیہ اور ان کی بیشیرہ (سیرین) کے سامنے اسلام پیش کیا تو وہ اور ان کی بیشیرہ دونوں مسلمان ہو گئیں۔ ابتدائی کامیابی ملیو را پہنچ دین پر تاخم رہا اور وہ ۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایمان لایا۔ **حضرت ماریم** قبطیہ و سلم نے سیرین کو حضرت حسان بن ثابت کو دے دیا۔ جوان کے بیچے حضرت عبد الرحمن بن حسان گی والدہ بیش۔ جبکہ حضرت ماریم قبطیہ کا پہنچ گھر میں آتا را اور اپنی رفیقہ حیات ہونے کا شرف بخشا۔

### حضرت ماریمؓ کی سکونت

۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی میں حضرت ماریمؓ کو حضرت حارث بن الصمان کے گھر میں رکھا، جو مسجد نبوی کے قریب تھا، یہاں آپ ﷺ اکثر وقت ان کے پاس گزارتے تھے، بعد ازاں آپ نے انہیں عالیہ قیا (رک ہاں) میں منتقل کر دیا، یہ مقام حضرت ماریمؓ کی مناسبت سے سریہ "ام ابراہیم" کہلاتا تھا، بعد میں یہ مقام "شرپام ابراہیم" کہلانے لگا۔ حضرت ماریمؓ نے اس جگہ کافی عرصہ قیام فرمایا۔ کتب سیرت میں ہے کہ ۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری ازواج مطہرات کی طرح ان کے گھر پر بھی پرودہ (جواب) لگا دیا تھا اور آپ گاہے بلاؤں سے ملنے کے لیے وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت ماریم قبطیہ کا خصوصی شرف و امتیاز یہ ہے کہ وہ ۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچے حضرت ابراہیمؓ کی والدہ بیش، جو حضرت خدیجہؓ کے بعد آپ ﷺ کی بھلی اور آخری اولاد تھے۔ ان کی ولادت قدا الجبہ ۸ھ میں ہوئی۔ **حضرت ﷺ** کو اس خبر سے اتنی خوشی ہوئی کہ آپ نے خبر لانے والے حضرت ابو راشد کو ایک غلام

مرحوم فرمایا۔ آپ          نے نو مولود کا نام اپنے جدا ہدی حضرت امیر ائمہ کے نام پر ادا کیم رکھا۔ حضرت امیر ائمہ بھی ہی میں، بقول ابلاذری اخبارہ ماہ اور بقول ابن کثیر میں ماہ زندہ رہنے کے بعد انتقال کر سکے۔ اس وقت ان کے جسم سے پنگھوڑا بھر جاتا تھا۔ حضرت فضل بن عباس یا ام بر دو نے انہیں عسل دیا اور رچھوٹی سی چار پانی پران کا جائزہ اٹھایا گیا۔ مخصوصاً اللہ علیہ وسلم کا پسے لخت جگر کی وفات سے پیدا صدمہ ہوا۔ دُن کے وقت آپ          اور حضرت عباس قبر کے کنارے تحریف فرمرا ہے اور ان کا جسد خاکی حضرت فضل بن عباس اور امام بن زید نے قبر میں اتا رہا۔ آپ          کے جسم سے قبر کے سر برانے ایک پتھر رکھا گیا اور قبر پر پانی چھڑ کا گیا۔ حضرت امیر ائمہ کی وفات کے وقت حضرت ماریہؓ اور حضرت سیرین دونوں بیٹھنے پچے کے سر برانے موجو تھیں، اس وقت جب وہ فرط غم سے روئے لگیں تو انہیں روئے سے منع کیا گیا، البتہ حضرت امیر ائمہ کے انتقال کے بعد جب وہ فرط صدمہ سے روئے لگیں تو انہیں روک دیا جاتا اور صبر کی تلقین کی جاتی۔ (۷۳)

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں حضرت ماریہؓ بہت تحفظ و محکم کرتے رہے۔ انہوں نے ان کے لیے وظیفہ بھی مقرر کر دیا تھا۔ جوان کی وفات تک انہیں مtarabہ۔ حضرت ماریہؓ نے محرم ١٤/٦٢ (غائب جوابی ہی) میں عہد فاروقؓ میں وفات پائی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے نماز جازہ پڑھائی اور قصیح کے قبرستان میں انہیں دفن کیا۔ باقتوت حموی بیان کے مطابق حضرت ماریہؓ چھپیہ سعید مصر کے علاقہ میں واقع گاؤں ٹھنی کی رہنے والی تھیں اور حضرت حسن بن علیؓ کی سفارش پر حضرت امیر معاویہؓ نے اہل ٹھن کوڑا ج راضی صاحف کر دیا تھا۔ (۷۴)

## حوالہ جات و حوالش

- ۱۔ ابن ہشام، اسریرۃ الدیوبی، تحقیق مصطفیٰ القاء، امیر ائمہ الہماری، عبد الحفیظ شبلی، مطبوعہ الشکبہ العلمیہ، بیروت لبنان، ۱/۲۲۲-۲۲۳۔
- ۲۔ ابن ہشام، ۱/۲۲۵۔
- ۳۔ ابن ہشام، ۱/۲۲۳-۲۲۴.....عربی نیان میں انتقال و چیز حالت کفر میں ہوا۔
- ۴۔ مادہ صاصا کا انتقال کئے کچے کے ایضاً، ۱/۲۲۲۔



- 
- |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                              |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                              |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>۵۹۔ الحکومت (۲۹/۲۹)</p> <p>۶۰۔ الوطائق، ج ۱۱۸، عد ۱۴۵۔</p> <p>۶۱۔ ایضاً، ج ۱۱۷، عد ۳۲۹۔</p> <p>۶۲۔ ایضاً، ج ۱۱۷، عد ۳۲۹۔</p> <p>۶۳۔ البخاری، کتاب بدؤ الوجی، حدیث ۵۔</p> <p>۶۴۔ اتوب (۹/۲۹)۔</p> <p>۶۵۔ آل عمران (۵۰/۲)۔</p> <p>۶۶۔ الوطائق، عد ۲۷، ج ۱۱۵۔</p> <p>۶۷۔ الوطائق، عد ۲۸، ج ۱۱۵۔</p> <p>۶۸۔ آل عمران (۷۵/۲)۔</p> <p>۶۹۔ الوطائق، ج ۱۱۷، عد ۳۶۔</p> <p>۷۰۔ ایضاً، ج ۱۱۷، عد ۳۶۔</p> <p>۷۱۔ البرۃ (۲/۱۲۶)۔</p> <p>۷۲۔ الوطائق، ج ۱۱۷، عد ۴۵۔</p> <p>۷۳۔ الوطائق، ج ۱۱۷، عد ۳۸،</p> <p>۷۴۔ سیرت خیر الانام، پنجاب یونیورسٹی،</p> | <p>۵۱۔ ایضاً، ج ۱۱۵، عد ۹۸۔</p> <p>۵۲۔ ایضاً، ج ۱۱۶، عد ۹۹۔</p> <p>۵۳۔ احمد بن حنبل، محدث۔</p> <p>۵۴۔ ایضاً، ج ۱۱۶، عد ۱۰۰، ۱۰۱۔ اس واقعہ کا نجراں بھن سے تعلق تعمیف ہے، دراصل نجراں بھن کے نصاریٰ جلاوطنی کے بعد کوئی سے باہر جا کر آتا رہو گئے، اور اپنے طعن کی مادیں اپنی سنتی کام نجراں پر کھلیا: (بلانڈری دباب سلح نجراں): اس لیے آئندہ نجراں سے مراد دراصل بھن ہے، جس کا نام نجراں تھا اور جہاں نجراں کے ہی عیناً نیا دراصل آتا رہتے۔</p> <p>۵۵۔ ایضاً، ج ۱۱۷، عد ۱۰۲۔</p> <p>۵۶۔ ایضاً، ج ۱۱۷، عد ۱۰۳۔</p> <p>۵۷۔ ایضاً، ج ۱۱۷، عد ۱۰۴۔</p> <p>۵۸۔ البرۃ (۱/۲۵۷)۔</p> |
|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
- 

پروفیسر سید محمد سعید کے مضامین سیرت کا مجموعہ

## اذکار سیرت

ترتیب

سید عزیز الرحمن

صفحات: ۲۲۰ قیمت: ۱۳۰

درس سیرت

سید عزیز الرحمن

صفحات: ۲۸۰ قیمت: ۱۷۰

عن قریب شائع ہو رہی ہے

رابطے کے لئے: رواکریڈی پبلی کیشنز ۱۷/۲۔ ناظم آباد نمبر ۲ کراچی